(آیاتها ۵۲) (سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۱۴) (رکوعاتها ۷)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ ابراہیم مکی ہے۔

امام النحاس رحمہ اللہ نے التاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی لیکن اس کی دو آیات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور وہ یہ ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراہیم: 28) لیکن دو آیات مشرکین کے بدر کے دن قتل ہونے والے لوگوں کے بارے نازل ہوئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝١ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَ وَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝٢ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝٣ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۗ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٤

"الف، لام را یہ (عظیم الشان) کتاب ہے، ہم نے اتارا ہے اسے آپ کی طرف تاکہ آپ نکالیں لوگوں کو (ہر قسم کی) تاریکیوں سے نور (ہدایت و عرفان) کی طرف، ان کے رب کے اذن سے (یعنی) عزیز و حمید کے راستہ کی طرف وہی اللہ جس کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بربادی ہے کفار کے لیے سخت عذاب کے باعث جو پسند کرتے ہیں دنیوی زندگی کو آخرت (کی ابدی زندگی) پر اور (دوسروں کو بھی) روکتے ہیں راہ خدا سے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس راہ راست کو ٹیڑھا بنا دیں۔ یہ لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ کھول کر بیان کریں ان کے لیے (احکام الٰہی کو)۔ پس گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب، بہت دانا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مراد ضلالت ہے اور النُّوْرِ سے مراد ہدایت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ یَسْتَحِبُّوْنَ کا معنی یَخْتَارُوْنَ ہے (پسند کرتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو آسمان والوں اور انبیاء علیہم السلام پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ پوچھا گیا: نبی کریم ﷺ کو آسمان والوں پر کیا فضیلت ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے لیے فرمایا وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ (الانبیاء:29)'' جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی''۔ اور محمد ﷺ کے متعلق فرمایا: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح:2)'' تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے''۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے آگ سے برأت لکھ دی۔ ابن عباس سے پوچھا گیا: انبیاء پر نبی کریم ﷺ کو کیا فضیلت حاصل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ اور محمد ﷺ کے لیے فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا:28)'' اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جن وانس کا رسول بنا کر بھیجا''۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس عربی میں وحی لے کر آتے تھے اور وہ ہر نبی کے پاس اس کی قوم کی زبان کے ساتھ اترتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر کسی نبی کی قوم کی زبان عربی ہوتی تو ان کے نبی کی طرف عربی میں وحی کی جاتی، اگر کسی نبی کی قوم عجمی ہوتی تو نبی کی طرف عجمی زبان میں وحی کی جاتی۔ اگر کسی قوم کی زبان سریانی ہوتی تو ان کے نبی کی طرف سریانی میں وحی کی جاتی تاکہ وہ احکام الٰہیہ کو کھول کر بیان کرے اور اپنی قوم پر حجت قائم کر دے۔

امام الخطیب نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے محمد ﷺ کو اپنی قوم کی زبان عربی کے ساتھ بھیجا گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قرآن قریش کی زبان کے مطابق نازل ہوا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر وحی عربی میں نازل ہوئی پھر ہر نبی نے اپنی قوم کے سامنے ان کی زبان میں ترجمہ کیا۔ فرمایا قیامت کے روز کی زبان سریانی ہے اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ عربی بولے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجوسیوں اور نصاریٰ عرب کا ذبیحہ نہ کھاؤ، کیا تم انہیں اہل کتاب سمجھتے ہو؟ وہ اہل کتاب نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا گیا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی زبان عربی کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا، نہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان کو قبول کیا، نہ اس کی اتباع کی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ پس تم ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ کیونکہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﳔ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝۶ؒ

''اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ (اور انہیں حکم دیا) کہ نکالو اپنی قوم کو (گمراہی کے) اندھیروں سے نور (ہدایت) کی طرف اور یاد دلاؤ انہیں اللہ تعالیٰ کے دن یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر بہت صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے اور جب فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت (واحسان) کو جو تم پر ہوا جب اس نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے فرزندوں کو اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں (بیٹیوں) کو اور اس میں بڑی بھاری آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد، عطاء، عبید بن عمیر سے وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ کے تحت روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد نو نشانیاں ہیں طوفان، ٹکڑی، جوئیں، مینڈک، خون، عصا، آپ کا ہاتھ مبارک، قحط سالی اور پھلوں کا کم ہونا۔(1)

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مراد گمراہی ہے اور النُّوْرِ سے مراد ہدایت ہے۔(2)

امام نسائی، عبد اللہ بن احمد (نے زوائد المسند میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 216 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 217 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 219

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ کا ارشاد نازل ہوا تو آپ نے وعظ فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلمہ عن علی یا الزبیر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں خطاب فرماتے تھے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلاتے تھے حتی کہ یہ چیز آپ کے چہرے پر پہچان لیتے تھے۔ گویا آپ لوگوں کو کسی امر کا صبح وشام وعظ فرماتے تھے۔ اور جب جبرائیل کے ساتھ ملاقاتوں کا ابتدائی دور تھا تو آپ ہنستے نہیں تھے حتی کہ وہ چلے جاتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرمائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعونیوں سے نجات دی تھی، ان کے لیے سمندر کو پھاڑ دیا تھا، ان پر بادلوں کا سایہ کیا تھا اور ان پر من وسلویٰ اتارا تھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے مراد گزشتہ قوموں کے حالات و واقعات میں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر جاری فرمائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور جب اس پر بخشش ہو تو شکر کرے۔ (2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے ان میں زیادہ صبر کرنے والے کو زیادہ شکر کرنے والا پایا اور زیادہ شکر کرنے والے کو زیادہ صبر کرنے والا پایا۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوظبیان عن علقمہ عن ابن مسعود کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے (3) فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث علاء بن یزید کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا: کیا قرآن میں ایسا ہی نہیں ہے؟ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُوْقِنِيْنَ۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

"اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے نیز (یہ بھی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 219 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 123 (9717) دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا موسیٰ نے اگر تم ناشکری کرنے لگو (صرف تم ہی نہیں بلکہ) جو بھی سطح زمین پر ہے (ناشکری کرے) تو بے شک اللہ تعالیٰ غنی (اور) سب تعریفوں کا مستحق ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے الربیع سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ اگر وہ نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل کا اضافہ کرے گا اور ان کے لیے رزق کو وسیع فرمادے گا اور انہیں تمام لوگوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ جو اس سے مانگے اسے عطا کرے اور جو شکر کرے اس کو مزید عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ انعام فرمانے والا ہے، وہ شکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

امام ابن جریر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اپنی اطاعت کی مزید توفیق بخشوں گا۔(1)

امام ابن المبارک، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں علی بن صالح سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارے نفس دنیا کی طرف مائل نہ ہوں، یہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ آسان ہے لیکن وہ فرماتا ہے: اگر تم اس نعمت کا شکر کرو گے کہ یہ نعمت میری طرف سے ہے، تو میں اپنی اطاعت کی توفیق میں اضافہ کروں گا۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوزہیر یحییٰ بن عطارد بن مصعب عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جسے چار چیزیں عطا کی گئی ہوں اور پھر اسے دوسری چار چیزوں سے محروم رکھا گیا ہو ایسا کبھی ہوا کہ جسے شکر کرنے کی نعمت بخشی گئی ہو پھر اضافی نعمتوں سے محروم کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تم شکر کرو گے تو میں مزید اضافہ کردوں گا۔ اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ جسے دعا کی توفیق دی گئی ہو پھر قبولیت سے روکا گیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم (غافر:29) ''تم مجھ سے مانگو میں تمہاری (گزارشات) کو قبول کروں گا''۔ اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ جسے استغفار کرنے کی نعمت عطا کی گئی ہو پھر مغفرت سے محروم رکھا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے رب سے استغفار کرو بے شک وہ بہت زیادہ بخشش فرمانے والا ہے۔ ایسا بھی نہیں ہوا کہ جسے توبہ کی توفیق بخشی گئی ہو وہ قبولیت سے روکا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ** (الشوریٰ:25) ''وہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے''۔(4)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سائل آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک کھجور دینے کا حکم دیا تو اس نے وہ نہ لی۔ ایک دوسرا فقیر آیا، آپ ﷺ نے اس کے لیے بھی ایک کھجور دینے کا حکم دیا، اس فقیر نے وہ قبول کر لی اور کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کھجور ملی ہے۔ رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 221، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً (مفہوم)

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 124 (4527)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادمہ سے فرمایا: ام سلمہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ان کے پاس جو چالیس درہم ہیں اسے عطا کر دو۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک کھجور عطا فرمائی۔ اس نے کہا سبحان اللہ! نبی الانبیاء ہیں اور ایک کھجور صدقہ کرتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس میں بہت سے مثاقیل ہیں۔ ایک دوسرا سائل آیا تو اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور عطا فرمائی اس نے کہا: نبی کی طرف سے ایک کھجور (کافی ہے)، میں جب تک زندہ ہوں یہ کھجور مجھ سے جدا نہ ہوگی اور میں ہمیشہ اس سے برکت کی امید کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نیکی کرنے کا حکم دیا، تھوڑے عرصہ بعد یہ شخص غنی ہو گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں مالک بن انس عن جعفر بن علی بن الحسن کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب انہیں سفیان الثوری نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک کہ تم مجھے کچھ بیان نہیں کرتے۔ حضرت جعفر نے فرمایا: میں تمہیں بیان کرتا ہوں اور اے سفیان تیرے لیے کثرت حدیث میں خیر نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ تجھ پر کوئی نعمت فرمائے اور تو اسے باقی اور ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہے تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور اگر تمہیں رزق کی کمی کی شکایت ہو تو کثرت سے استغفار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ﴿۱۱﴾ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ (نوح) "معافی مانگ لو اپنے رب سے بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلا دار بارش اور مدد فرمائے گا تمہاری اموال اور فرزندوں سے (یعنی دنیا و آخرت میں) اور بنا دے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں"۔ اے سفیان! جب تجھے کسی بادشاہ سے کوئی امر پریشان کر رہا ہو تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا کثرت سے ذکر کر۔ کیونکہ یہ کشادگی کی چابی ہے اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار چیزیں جسے عطا کی جائیں اسے دوسری چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ محروم نہیں کرتا: جسے دعا کی توفیق دی جائے اسے اجابت سے نہیں روکا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم (غافر) اور جسے استغفار کی نعمت ملے اسے بخشش سے محروم نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ﴿۱۰﴾ (نوح) اور جسے شکر کی نعمت میسر ہو اسے نعمتوں کی زیادتی سے نہیں روکا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ جسے توبہ کی توفیق دی جاتی ہے اسے قبولیت سے محروم نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ (الشوریٰ: 25)۔ (1)

امام ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جسے شکر کی نعمت دی جاتی ہے وہ زیادتی سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور جسے توبہ کی توفیق دی جاتی ہے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ: 25)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 198، دار صادر بیروت

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں الضیاء المقدسی رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا جسے پانچ چیزیں الہام کی گئیں وہ پانچ دوسری چیزوں سے محروم نہیں رکھا جاتا جسے دعا الہام کی گئی وہ اجابت سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم اور جسے توبہ الہام کی جاتی ہے وہ قبولیت سے محروم نہیں کیا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ** (الشوریٰ:25) اور جسے شکر کی توفیق دی جاتی ہے وہ زیادتی سے محروم نہیں رکھا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ** اور جس کو استغفار کی نعمت الہام کی جاتی ہے وہ مغفرت سے محروم نہیں کیا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا** (نوح) اور جسے خرچ کرنا الہام کیا جاتا ہے اسے اور دینے سے محروم نہیں کیا جاتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ** (سبا:39) ''اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے''۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڜ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڔ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ⑨

''کیا نہیں پہنچی تمہیں اطلاع ان (قوموں) کی جو پہلے گزر چکی ہیں یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد گزرے۔ نہیں جانتا انہیں مگر اللہ تعالیٰ۔ لے آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں۔ پس انہوں نے (ازراہ تمسخر) ڈال لیے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں اور (بڑی بے باکی سے) کہا ہم نے انکار کیا اس دین کا جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اور جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس کی (صداقت کے بارے میں) ہم شک میں ہیں جو تذبذب میں ڈالنے والا ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ جب یہ آیت کریمہ پڑھتے تو فرماتے نسابون (نسب بیان کرنے والوں) نے جھوٹ بولا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن الضریسی نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تمام لوگوں سے زیادہ نسب بیان کرنے والا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو لوگوں کا نسب نہیں بیان کرسکتا اس نے کہا کیوں نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق تو بتا **وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا** (الفرقان) اس نے کہا میں اس کثیر کا بھی نسب بیان کرتا ہوں، حضرت علی نے فرمایا: اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 223

تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق بتا: اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ الخ۔ تو وہ شخص خاموش ہو گیا۔

امام ابوعبید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جو معد بن عدنان سے اوپر کا نسب جانتا ہو۔

امام ابوعبید، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عدنان اور اسماعیل کے درمیان تیس باپ ہیں جو معلوم نہیں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کفار نے اللہ کی کتاب سنی تو انہوں نے تعجب کیا اور اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں ڈال لیے اور کہا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ یعنی کہنے لگے کہ ہم اس کی تصدیق نہیں کرتے جو تم لے کر آئے ہو ہمیں اس میں شدید شک ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو معجزات و آیات لے کر آئے تھے انہوں نے اس کی تکذیب کی اور اپنے ہاتھ مونہوں میں ڈال لیے اور کہا اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ انہوں نے ہر دلیل کی تکذیب کی حالانکہ اللہ کے متعلق کوئی شک والی بات ہی نہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ جس نے آسمان سے پانی نازل کیا، جس نے پانی کے ذریعے پھلوں سے تمہارے لیے رزق نکالا، جس نے تمہارے لیے ایسی نعمتیں مہیا کیں جو اس کی رحمانیت و واحدنیت کا واضح ثبوت ہیں، کیا اس کے بارے میں کوئی شک ہے (ہرگز نہیں)

امام ابوعبید، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ کے تحت روایت کا ہے کہ انہوں نے انبیاء پر ان کی بات لوٹا دی اور ان کی تکذیب کی۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ یعنی انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے رسولوں پر غصہ کی وجہ سے اپنی انگلیاں کاٹیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے مونہوں میں داخل کیں فرماتے ہیں: جب انسان غصہ میں ہوتا ہے تو اپنا ہاتھ کاٹتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 26-225 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 226

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ
اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا
نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾

''ان کے پیغمبروں نے پوچھا کیا (تمہیں) اللہ تعالیٰ کے متعلق شک ہے جو پیدا فرمانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جو (اتنا کریم ہے کہ) بلاتا ہے تمہیں تا کہ بخش دے تمہارے گناہ اور جو (اتنا مہربان کہ پیہم نافرمانی کے باوجود) تمہیں مہلت دیتا ہے ایک مقررہ معیاد تک۔ ان (نادانوں نے) جواب دیا نہیں ہو تم مگر بشر ہماری طرح، تم یہ چاہتے ہو کہ روک دو ہمیں ان (بتوں) سے جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ پس لے آؤ ہمارے پاس کوئی روشن دلیل کہا انہیں ان کے رسولوں نے کہ ہم تمہاری طرح انسان ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے۔ اور ہمیں یہ طاقت نہیں کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس کوئی دلیل بجز اذن خداوندی۔ اور مومنوں کو فقط اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اور ہم کیوں نہ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر حالانکہ اس نے دکھائی ہیں ہمیں ہماری (کامیابی کی) راہیں اور ہم ضرور صبر کریں گے تمہاری اذیت رسانیوں پر پس اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو مدت لکھی ہوئی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری ہوتی ہے تو اس میں تاخیر نہیں کی جاتی۔

امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو درداء سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تجھے برغوث (پسو، چڑ) تکلیف دیں تو پانی کا پیالہ بھر کر اس پر سات مرتبہ یہ آیت پڑھ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ پھر اس کو اپنے بستر کے اردگرد چھڑک دے۔

امام المستغفری نے الدعوات میں ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تجھے (چڑیں، پسو) تکلیف دیں تو ایک پانی کا پیالہ لے لو اور اس پر سات مرتبہ وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ پڑھ پھر کہو اگر تم مومن ہو تو اپنے شر اور اپنی تکلیف کو ہم سے روکو۔ پھر اس پانی کو اپنے بستر کے اردگرد چھڑک دو تو ان کے شر سے محفوظ ہو کر رات گزارو گے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ
مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَ
اسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ
مَّاۗءٍ صَدِيْدٍ ۝

"اور کہا کفار نے اپنے رسولوں کو کہ ہم ضرور باہر نکال دیں گے تمہیں اپنے ملک سے یا تمہیں لوٹ آنا ہوگا ہماری ملت میں۔ پس وحی بھیجی ان کی طرف ان کے پروردگار نے کہ (مت گھبراؤ) ہم تباہ کر دیں گے ان ظالموں کو۔ نیز ہم یقیناً آباد کریں گے تمہیں (ان کے) ملک میں انہیں (برباد کرنے) کے بعد۔ یہ (وعدۂ نصرت) ہر اس شخص کے لیے ہے جو ڈرتا ہے میرے روبرو کھڑا ہونے سے اور خائف ہے میری دھمکی سے اور رسولوں نے حق کی فتح کے لیے التجا کی (جو قبول ہوئی) اور نامراد ہو گیا ہر سرکش، منکر حق اس (نامرادی) کے بعد جہنم ہے اور پلایا جائے گا اسے خون اور پیپ کا پانی"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ رسولوں اور مومنوں کو ان کی قوم ضعیف و ناتواں سمجھتی تھی ان پر جبر کرتے تھے اور ان کی تکذیب کرتے تھے۔ نیز انہیں اپنی ملت کی طرف لوٹنے کو کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسل اور مومنین کو ملت کفر کی طرف لوٹنے سے منع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور جابر و ظالم لوگوں پر فتح و نصرت کی دعا کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور مومنین سے وعدہ فرمایا کہ ان کو نیست و نابود کرنے کے بعد وہ انہیں ان کے ملک میں ٹھہرائے گا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے کیے گئے وعدہ کو پورا فرمایا۔ اور رسولوں اور مومنین نے فتح و نصرت کی دعا مانگی جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان سے نصرت کا اور آخرت میں جنت کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ وہ ان کفار کے ملک میں اپنے رسولوں اور مومنین کو ٹھہرائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا ہے اور اہل ایمان اس مقام سے ڈرتے ہیں، اس وجہ سے وہ دن رات اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کی مشق کرتے ہیں۔ (2)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ پر یہ ارشاد نازل فرمایا: قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم: 6) "اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ"۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو ایک رات صحابہ کرام کے سامنے تلاوت فرمایا تو ایک نوجوان سنتے ہی غش کھا کر گر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ۔ اس نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام نے کہا: یا رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 229

اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے درمیان سے ؟ (اسے جنت کی بشارت ملی ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (التحریم:6)'' اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے''۔ حکیم کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی تو آپ نے اپنے اصحاب پر تلاوت فرمائی۔ ان میں ایک بوڑھا شخص موجود تھا، حکیم کے الفاظ میں فتیٌ (نوجوان) کا ذکر ہے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے پتھر، دنیا کے پتھروں کی طرح ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جہنم کی چٹانوں میں سے ایک چٹان دنیا کے تمام پہاڑوں سے زیادہ بڑی ہے، وہ شخص یہ سنتے ہی غش کھا کر گر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ زندہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکار کر فرمایا: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ اس نے کلمہ پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے درمیان سے (اسے ایسی بشارت کیوں دی گئی ہے) فرمایا ہاں (یہ اس کا مستحق ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (الرحمٰن)'' اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو اس کو دو باغ ملیں گے''۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ۔'' یہ (وعدہ نصرت) ہر اس شخص کے لیے ہے جو ڈرتا ہے میرے روبرو کھڑا ہونے سے اور خائف ہے میری دھمکی سے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حماد بن ابی حمید عن مکحول عن عیاض بن سلیمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے اور عیاض صحابی تھے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ جن کے متعلق مجھے ملاء اعلیٰ کے فرشتوں نے خبر دی ہے، وہ لوگ ہیں جو ظاہراً اپنے رب کی وسیع رحمت پر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور سراً اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں وہ مساجد اور پاکیزہ گھروں میں صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اپنی زبانوں کے ساتھ بیم و رجا کی کیفیت میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ آہستہ اور بلند آواز میں سوال کرتے رہتے ہیں۔ بار بار اپنے دلوں کے ساتھ متوجہ ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی لوگوں پر مونت ومشقت بہت کم ہے، وہ اپنے نفسوں پر ثقیل ہوتے ہیں، وہ رات کے وقت چیونٹی کی طرح آہستہ آہستہ ننگے پاؤں چلتے رہتے ہیں، ان میں کوئی تکبر و بڑائی نہیں ہے، وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قربانیاں دیتے ہیں پھٹے، پرانے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے اور محافظ نگہبان ہوتے ہیں، وہ بندوں میں اور شہروں میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں، ان کی روحیں دنیا اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں، ان کی زندگی کا مشن آگے ہے یعنی آخرت کو سنوارنا ہے، اپنی قبور کے لیے وہ تیاری رکھتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں: یہ حدیث عجب منکر ہے اور میرا گمان

ہے کہ یہ الحاکم کے شیخ علی بن السماک نے حاکم کو بیان کی ہے۔فرماتے ہیں: مستدرک میں اس کے ذکر کی کوئی وجہ نہیں۔اس کا راوی حماد ضعیف ہے، مکحول مدلس ہے اور عیاض بھی غیر معروف ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اسْتَفْتَحُوْا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام رسولوں نے فتح و نصرت کی التجا کی اور مدد طلب کی اور وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ کے تحت روایت کیا ہے: فرماتے ہیں: حق کی مخالفت کرنے والا اور حق سے پہلوتہی کرنے والا۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اسْتَفْتَحُوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ تمام رسولوں نے اپنی قوم پر فتح و نصرت طلب کی۔ وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فرماتے ہیں جو حق سے دور ہے اور حق سے اعراض کرنے والا ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکار کرنے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے عنید کا معنی حق سے پھرنے والا روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع فرمائے گا جن و انس اور چوپائے سب حاضر ہوں گے پھر آگ سے ایک گردن نکلے گی جو کہے گی کہ مجھے عزیز، کریم، جبار، عنید پر مسلط کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں۔فرماتے ہیں وہ ان جابروں کو اس طرح اٹھالے گی۔جس طرح پرندہ دانہ اٹھاتا ہے۔وہ ان پر غالب آجائے گی پھر انہیں آگ کے شہر کی طرف لے جائے گی اسے کیت کیت کہا جاتا ہے اور وہ اس آگ کے شہر میں فیصلہ سے پہلے تین سو سال ٹھہرے رہیں گے۔

امام ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی اور اس کے سننے والے دو کان ہوں گے اور بولنے والی ایک زبان ہوگی وہ کہے گی تین شخصوں پر مجھے مسلط کیا گیا (۱) جابر اور منکر حق (۲) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے (۳) تصویریں بنانے والے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، البزار، ابو یعلی، طبرانی (الاوسط میں) ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز آگ سے ایک گردن نکلے گی، وہ تیز اور رواں زبان کے ساتھ بولے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ساتھ وہ دیکھے گی، ایک زبان ہوگی جس کے ساتھ وہ بولے گی، وہ کہے گی سرکش، منکر حق، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارنے والے اور بغیر کسی قصاص کے کسی کو قتل کرنے والے کو پکڑنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے، وہ انہیں گھیر لے گی پھر انہیں لوگوں سے پانچ سو سال پہلے آگ میں پھینک دے گی۔

1۔مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 19 (4294)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 230
3۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 231
4۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 230
5۔شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 190، دارالکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی شیبہ نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جسے ھبھب کہا جاتا ہے اللہ پر حق ہے کہ اس میں ہر سرکش کو ٹھہرائے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ نے ان سے کُلُّ جَبَّا رٍ عَنِيْدٍ کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس نے فرمایا الجبار سے مراد عیار ہے اور عنید سے مراد حق سے اعراض کرنے والا ہے، نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

مُصِرٌّ عَلَى الْحِنْثِ لَا تَخْفَى شَوَاكِلُهُ يَا وَيْحَ كُلِّ مُصِرِّ الْقَلْبِ جَبَّارِ

گناہ پر مصر اس کی نیت مخفی نہیں ہے، افسوس ہر گناہ پر مصر اور عیار پر۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ابی الدنیا (صفۃ النار میں) ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم (الحلیہ میں) انہوں نے اس روایت کی تصحیح بھی کی ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ کے متعلق فرمایا ہے کہ جب وہ پیپ اور خون کا پانی اس کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے انتہائی ناپسند کرے گا اور جب اس کے مزید قریب کیا جائے گا تو اس کا چہرہ جل جائے گا اور اس کے سر کی کھوپڑی اوپر اٹھ جائے گی پھر جب وہ اس کو پیے گا تو اس کی انتڑیاں کاٹ دے گا حتی کہ وہ اس کی دبر سے نکل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ (محمد) ''اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور وہ کاٹ دے گا ان کی آنتوں کو''۔ اور فرمایا: وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ (الکہف: 29) ''اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی دادرسی کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہے (اور اتنا گرم کہ) بھون ڈالتا ہے چہروں کو''۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مَّآءٍ صَدِيْدٍ وہ پانی ہے جو کافر کی جلد اور گوشت سے بہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد پیپ اور خون ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّآءٍ صَدِيْدٍ سے مراد خون اور پیپ ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَّآءٍ صَدِيْدٍ سے مراد وہ پانی ہے جو انسان کے گوشت اور جلد سے بہتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر جہنم کی پیپ اور خون کا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا جائے تو اہل زمین اس کی بو محسوس کرلیں اور ان پر دنیا میں رہنا گراں ہو جائے۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 233 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 232 3۔ ایضاً

بِمَيِّتٍ ۭ وَ مِنْ وَّرَآىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝۱۷

”وہ بمشکل ایک ایک گھونٹ بھرے گا اور حلق سے نیچے نہ اتار سکے گا اور آئے گی اس کے پاس موت ہر سمت سے اور وہ (با ایں ہمہ) مرے گا نہیں (علاوہ ازیں) اس کے پیچھے ایک اور سخت عذاب ہوگا“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ سے مراد یہ ہے کہ عذاب کی مختلف اقسام اس پر وارد ہوں گی۔ عذاب کی ہر قسم سے اس کی موت واقع ہو سکتی تھی لیکن وہ مرے گا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر موت کا فیصلہ نہیں فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سانس اس کے گلے میں اٹک جائے گی، اس کے منہ سے نہیں نکلے گی تا کہ وہ مرجائے اور نہ سانس پیچھے اپنی جگہ جائے گی تا کہ وہ راحت پالے اور زندگی اسے نفع دے۔(1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: موت ان پر ہڈی، پٹھے، رگ سے آئے گی۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں محمد بن کعب سے اس ارشاد کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر عضو اور جوڑ سے موت آئے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس کے ہر بال سے موت آئے گی، عَذَابٌ غَلِيْظٌ سے مراد دائمی عذاب ہے۔(2)

امام ابن المنذر نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت کیا ہے کہ عَذَابٌ غَلِيْظٌ سے مراد سانسوں کا روک لینا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۹ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۲۰

”ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ایسی ہے کہ ان کے اعمال راکھ کا ڈھیر ہیں جسے تند ہوا تیزی سے اڑا لے گئی سخت آندھی کے دن، نہ حاصل کریں گے ان اعمال سے جو انہوں نے کمائے تھے کوئی فائدہ۔ یہ (اعمال کا اکارت جانا ہی) بہت بڑی گمراہی ہے کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے اور لے آئے کوئی نئی مخلوق اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 233 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 234

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور غیر اللہ کی عبادت کی تو ان کے اعمال قیامت کے روز راکھ کی مانند ہوں گے جسے سخت آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے گی۔ وہ اپنے اعمال سے کچھ بھی نفع نہ اٹھاسکیں گے۔ جس طرح راکھ سے کچھ نفع نہیں اٹھایا جاسکتا جب تیز آندھی کا دن ہوتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار کے اعمال کی مثال اس راکھ کی مانند ہے جس پر تیز ہوا چلی ہو جس کی وجہ سے کچھ دکھائی نہ دیتا ہو جس طرح وہ راکھ دکھائی نہیں دیتی ہے اور انسان اس پر سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اسی طرح کفار اپنے اعمال سے کچھ فائدہ نہ اٹھائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ کا معنی ہے ہوا جس کو اڑا لے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ خلق جدید سے مراد دوسری مخلوق ہے۔ (3)

وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾

''اور (روز حشر) اللہ تعالیٰ کے سامنے (سب چھوٹے بڑے) حاضر ہوں گے تو کہیں گے کمزور (پیروکار) ان (سرداروں) سے جو متکبر تھے (اے سردارو!) ہم تو (ساری عمر) تمہارے فرمانبردار رہے، پس کیا (آج) تم ہمیں بچا سکتے ہو عذاب الٰہی سے؟ وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی تمہاری راہنمائی کرتے۔ یکساں ہے ہمارے لیے خواہ ہم گھبرائیں یا صبر کریں، ہمارے لیے آج کوئی راہ فرار نہیں ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الضُّعَفٰٓؤُا سے مراد اتباع کرنے والے ہیں اور لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا سے مراد قائدین اور سردار ہیں۔ (4)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَجَزِعْنَاۤ اَمْ صَبَرْنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ سو سال جزع فزع کریں گے اور سو سال صبر کریں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دوزخی ایک دوسرے سے کہیں گے: آؤ ہم روئیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع وزاری کریں۔ اہل جنت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رونے اور تضرع وزاری کرنے سے جنت حاصل کرلی ہے۔ پس وہ روتے رہیں گے۔ جب دیکھیں گے کہ رونے نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا تو وہ یہ مشورہ کریں گے کہ آؤ اب ہم صبر کریں اہل جنت نے صبر کی وجہ سے جنت حاصل کی ہے، وہ انتہائی صبر کا مظاہرہ کریں گے پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 236
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 237

جب انہیں صبر بھی نفع نہ دے گا تو وہ اس وقت یہ کہیں گے: سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَنَا مِنۡ مَّحِیۡصٍ۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردوہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا ہے: انہوں نے اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی ہے۔ فرمایا دوزخی کہیں گے آؤ ہم صبر کریں۔ وہ پانچ سو سال صبر کریں گے۔ پھر جب دیکھیں گے کہ صبر نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا تو کہیں گے۔ آؤ اب ہم گھبراہٹ کا اظہار کریں۔ وہ پانچ سو سال گھبراہٹ کا اظہار کریں گے پھر جب دیکھیں گے کہ گھبراہٹ کے اظہار نے بھی کچھ فائدہ نہیں دیا تو وہ کہیں سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا مَا لَنَا مِنۡ مَّحِیۡصٍ۔

وَ قَالَ الشَّیۡطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الۡاَمۡرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ وَ وَعَدۡتُّکُمۡ فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ ؕ وَ مَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ ۚ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَ لُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ ؕ اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۲﴾

"اور شیطان کہے گا جب (سب کی قسمت کا) فیصلہ ہو چکے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ وعدہ سچا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے وعدہ خلافی کی۔ اور نہیں تھا میرا تم پر کچھ زور مگر یہ کہ میں نے تم کو (کفر) کی دعوت دی اور تم نے (فوراً) قبول کر لی میری دعوت سو تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں (آج) تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو، میں انکار کرتا ہوں اس امر سے کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے۔ بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور فیصلہ سے فراغت ہو جائے گی تو مومنین کہیں گے: ہمارے رب نے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیا ہے اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو چکا ہے، پس ہماری، ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں سفارش کون کرے گا؟ تو کچھ لوگ کہیں گے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور ان سے کلام فرمائی تھی (ان کے پاس جائیں اور سفارش کے لیے گزارش کریں) لوگ آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ہمارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے اور فیصلہ سے فارغ ہو چکا ہے۔ آپ اٹھیں اور ہمارے لیے سفارش فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، وہ انہیں ابراہیم علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 237

طرف بھیج دیں گے،لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔تو وہ ان کی راہنمائی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کریں گے، لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گےتو وہ ان کی راہنمائی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کریں گے،لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گےتو وہ فرمائیں گے: میں تمہاری راہنمائی عربی، امی (نبی) کی طرف کرتا ہوں۔لوگ میرے پاس آئیں گے۔اللہ تعالیٰ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کا اذن عطا فرمائیں گے۔میری مجلس سے ایسی پاکیزہ خوشبو مہکے گی جو کبھی کسی نے نہیں سونگھی ہوگی۔حتی کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا اللہ تعالیٰ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے لیے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک ایک نور بنا دے گا۔کافر کہیں گے مومنوں نے تو اپنا سفارشی ڈھونڈ لیا۔پس ہمارا سفارشی ابلیس ہی ہوسکتا ہے جس نے ہمیں گمراہ کیا، کافر ابلیس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، مومنین نے تو اپنا سفارشی پالیا ہے،تو اٹھ اور ہماری سفارش کر تو نے ہمیں گمراہ کیا تھا ابلیس اٹھے گا تو اس کی مجلس سے ایسی بدبو اٹھے گی جو کسی نے کبھی محسوس نہ کی ہوگی پھر جہنم کی بڑائی بیان کرے گا اور کہے گا: اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ الخ۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ابلیس کافروں کو خطاب کرے گا اور کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ......الآیہ۔جب کفار اس کی بات سنیں گے تو اپنے آپ پر ناراض ہوں گے تو انہیں آواز دی جائے گی لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ (غافر:10)۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا ابلیس آگ کے منبر پر کھڑا ہوکر خطبہ دے گا اور کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ...... الآیہ۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز دو شخص خطبہ دیں گے(۱) ابلیس (۲) عیسیٰ بن مریم۔ابلیس اپنے گروہ میں کھڑا ہوگا اور یہ کہے گا: اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ...... الآیہ۔اور عیسیٰ علیہ السلام یہ کہیں گے: مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ (المائدہ)۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں میں سے بعض کو شیطان اس طرح مطیع بنالیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے جوان اونٹ کو مطیع بنالیتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ یعنی میں تمہیں نفع دینے والا نہیں ہوں اور تم مجھے نفع دینے والے نہیں ہو، اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ یعنی میں اپنی عبادت کی شرکت کا انکار کرتا ہوں۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ کا معنی یہ کیا ہے کہ میں تمہارا مددگار نہیں ہوں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(5)

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 239 دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 40-239
3۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 239
4۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 39-238
5۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 240

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنِّیۡ كَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَكۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تمہارے بارے نافرمانی کی۔

وَ اُدۡخِلَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ؕ تَحِیَّتُهُمۡ فِیۡهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

''اور داخل کیا جائے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے باغات میں رواں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اپنے رب کے حکم سے۔ ان کی دعا وہاں ایک دوسرے کو یہ ہوگی کہ تم سلامت رہو''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَحِیَّتُهُمۡ فِیۡهَا سَلٰمٌ یعنی فرشتے انہیں جنت میں سلام پیش کریں گے۔(1)

اَلَمۡ تَرَ كَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤۡتِیۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیۡثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیۡثَةِ ۣ اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَهَا مِنۡ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

''کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ کلمہ طیبہ ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں وہ دے رہا ہے اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ (انہیں) خوب ذہن نشین کر لیں اور مثال ناپاک کلمہ کی ایسی ہے جیسے ناپاک درخت ہو جسے اکھاڑ لیا جائے زمین کے اوپر سے (اور) اسے کچھ بھی قرار نہ ہو''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے كَلِمَةً طَیِّبَةً سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ سے مراد مومن ہے، اَصۡلُهَا ثَابِتٌ یعنی مومن کے قول میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثابت ہے فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ اس کلمہ طیبہ کی برکت سے مومن کا عمل آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ اور كَلِمَةٍ خَبِیۡثَةٍ سے مراد شرک ہے اور كَشَجَرَةٍ خَبِیۡثَةٍ سے مراد کافر ہے۔ اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَهَا مِنۡ قَرَارٍ۔ فرماتے ہیں شرک کی کوئی اصل نہیں ہے جس کو کافر پکڑے گا اور نہ اس کی کوئی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ شرک کے کیے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت

کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ سے مراد مومن ہے یعنی اصل ثابت کے ساتھ زمین میں ہے اور فرع کے ساتھ آسمان میں ہے۔ مومن زمین میں عمل کرتا ہے اور کلام کرتا ہے اس کا عمل اور اس کا کلام آسمان تک پہنچتا ہے حالانکہ وہ زمین پر ہوا ہے اور مومن دن، رات ہر گھڑی اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا کا یہی مطلب ہے اور كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ اللہ تعالیٰ نے كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ کی مثال بیان فرمائی ہے جیسے کافر کی مثال ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کافر کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور نہ اس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف بلند ہوتا ہے اس کی نہ تو زمین میں اصل ثابت ہے اور نہ آسمان میں اس کی فرع ہے، نہ دنیا میں اس کا کوئی عمل صالح ہے اور نہ آخرت میں ہوگا۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ آیت کریمہ پڑھتے تو فرماتے: یہ مومن کی مثال ہے فرماتے ہیں اصل ثابت سے مراد اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے اخلاص اور اس کی عبادت ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی اس کے عمل کی اصل زمین میں ثابت ہے وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اور اس کا ذکر آسمان میں ہے، تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ یعنی اس کا عمل صبح و شام بلند ہوتا ہے۔ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ یہ کافر کی مثال ہے جس کا نہ زمین میں عمل ہوتا ہے اور نہ اس کا آسمان میں ذکر ہوتا ہے، وہ اپنے گناہ اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ مومن کی مثال ہے، اس کے منہ سے ہر وقت پاکیزہ کلام نکلتا ہے اور اس کا عمل بلند ہوتا ہے، مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ یہ کافر کی مثال ہے، نہ اس کا پاکیزہ قول اور نہ اس کا عمل صالح بلند ہوتا ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ اس کا پھل ہر وقت جمع ہوتا ہے، یہ مومن کی مثال ہے، وہ ہر وقت نیک عمل کرتا ہے، ہر وقت، ہر لمحہ، ہر دن، ہر رات، سردی، گرمی میں وہ اطاعت الٰہی میں مشغول رہتا ہے، كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ الخ سے اللہ تعالیٰ نے کافر کی مثال بیان فرمائی ہے، جس کی نہ اصل ہوتی ہے نہ فرع نہ اس کا پھل ہوتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ اسی طرح کافر نہ خیر کا عمل کرتا ہے، نہ خیر کا کلام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں کوئی برکت و منفعت نہیں رکھی ہوئی۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت کو نور بنایا ہے اور اپنی نافرمانی کو ظلمت بنایا ہے۔ دنیا میں ایمان ہی قیامت کے دن کا نور ہے۔ پھر کافر اس کے نہ قول میں خیر ہے نہ عمل میں۔ اس کی نہ اصل ہے اور نہ فرع اللہ تعالیٰ نے ایمان کی مثل بیان فرمائی، فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ ان آیات میں ایمان اور کفر کی مثالیں ہیں۔ مومن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 242,53
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 242,52
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 242,48,52
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 242,52
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 247,53

مخلص بندہ وہ درخت ہے جس کی اصل زمین میں ہوتی ہے اور اس کی فرع آسمان میں ہوتی ہے اور اصل ثابت اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اور اس کی عبادت ہے۔ اور فرع سے مراد نیکی ہے پھر اس کا عمل صبح وشام بلند ہوتا ہے۔ اور یہ ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے اپنے رب کے اذن سے۔ پھر یہ چار اعمال ہیں جنہیں جب بندۂ مومن جمع کرتا ہے تو اسے فتنے کچھ نقصان نہیں پہنچاتے (۱) اللہ وحدہ کے لیے اخلاص (۲) اس لاشریک کی عبادت (۳) اس کی خشیت ومحبت (۴) اور اس کا ذکر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ثروت اجر میں (ہم سے) سبقت لے گئے۔ فرمایا تو مجھے بتا اگر کوئی دنیا کے مال کی طرف قصد کرتا ہے پھر ایک، دوسرے کی طرف سوار ہو کر جاتا ہے تو کیا ان کا یہ عمل آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے؟ فرمایا میں تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی فرع آسمان میں ہے تو لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، سبحان اللہ، والحمد للہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھا کر۔ یہی وہ عمل ہے جس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی فرع آسمان میں ہے۔

امام ترمذی، نسائی، البزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا ایک طشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا جس میں گدر کھجوریں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ...... بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ فرمایا یہ پاکیزہ درخت کھجور ہے۔ اور مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ...... مِنْ قَرَارٍ۔ فرمایا یہ خبیث درخت اندرائن ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الرامہرمزی رحمہم اللہ نے الامثال میں حضرت شعیب بن الحجاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم حضرت انس کے پاس تھے کہ ہمارے پاس ایک تھال لایا گیا جس میں تر کھجوریں تھیں۔ حضرت انس نے ابو العالیہ سے فرمایا اے ابا العالیہ! کھاؤ، یہ اس درخت کا پھل ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ اس دن حضرت انس نے اسی طرح پڑھا تھا(2) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ موقوف اصح ہے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے جید سند کے ساتھ ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ سے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کے تحت روایت کیا ہے: یہ وہ درخت ہے جس کے پتے کم نہیں ہوتے۔ یہ کھجور کا درخت ہے۔

بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس درخت کے بارے بتاؤ جو مسلمان آدمی کے مثل ہے، نہ اس کے پتے گرتے ہیں اور نہ کچھ اور ہوتا ہے۔ اپنے رب کے اذن سے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ میں نے بتانا چاہا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں حاضرین مجلس سے عمر میں چھوٹا تھا (اس لیے شرما گیا) پھر حضرت ابوبکر وعمر نے بھی کچھ نہ بتایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 243 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 245

امام ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ درخت کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اوپر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی! میرے دل میں خیال آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں تمام لوگوں سے چھوٹا تھا۔ میں نے بات کرنا پسند نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو بڑے کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کون سا ہے؟ ابن عمر فرماتے ہیں: میں نے کھجور کا درخت کہنا چاہا لیکن مجھے حضرت عمر کا مقام و مرتبہ مانع آ گیا۔ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔(2)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ شجرہ طیبہ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ فرماتے ہیں صبح و شام پھل دیتا ہے۔(3)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شجرہ طیبہ سے مراد کھجور کا درخت اور شجرہ خبیثہ سے مراد اندرائن ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ درخت ہر گھڑی، دن، رات، گرمی، سردی میں پھل دیتا ہے۔ یہ مومن کی مثال ہے وہ اپنے رب کی رات، دن اور گرمی، سردی میں اطاعت کرتا ہے۔(5)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ فرماتے ہیں پہلے اس کا پھل سبز ہوتا ہے پھر زرد ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ یعنی کھجور کے ٹکڑے۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ یعنی اس کا پھل ہر چھ ماہ میں کھایا جاتا ہے۔(6)

امام ابن جریر، المنذر، ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ اَنْ لَّا يَصْنَعَ كَذَا وَكَذَا اِلٰى حِيْنٍ (کہ وہ فلاں وقت تک ایسا ایسا نہیں کرے گا)۔ عکرمہ نے فرمایا: الحین کا لفظ کبھی ایسے وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو معلوم ہوتا ہے اور کبھی ایسے وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ پس وہ الحین جس کا وقت معلوم نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (ص) اور وہ الحین جو معلوم ہوتا ہے اس کی مثال یہ ہے تُؤْتِيٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا یہ کھجور کٹنے سے لے کر اس کے دوبارہ نکلنے تک ہے اور یہ چھ ماہ ہیں۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 245
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 244
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 246
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 244,51
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 244
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 247
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 247

148 امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص حضرت عباس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے قسم اٹھائی ہے کہ لَا اُکَلِّمُ اَخِیْ حِیْنًا ایک عرصہ میں اپنے بھائی سے بات نہیں کروں گا۔ ابن عباس نے فرمایا کچھ متعین کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ اور یہاں حِیْنٍ سے مراد سال ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الحین سے مراد چھ ماہ ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حِیْنٍ کا لفظ کبھی صبح وشام کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جس نے قسم اٹھائی کہ لَا یُكَلِّمُ اَخَاهُ حِیْنًا وہ اپنے بھائی سے ایک عرصہ کلام نہیں کرے گا)۔ ابن عباس نے فرمایا الحین سے مراد چھ ماہ ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کے درخت کا ذکر کیا اس کے پھل لگنے اور اس کا پھل کاٹنے کے درمیان چھ ماہ ہوتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا الحین کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک معلوم اور دوسرا نامعلوم جو حِیْنٍ معلوم نہیں ہوتا اس کی مثال قرآن کا یہ ارشاد ہے وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ۠ (ص) اور وہ حِیْنٍ جو معلوم ہوتا ہے اس کی مثال یہ آیت ہے تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كُلَّ حِیْنٍۭ سے مراد ہر سال ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عمر بن عبد العزیز نے بلا بھیجا (میں آیا) تو فرمایا: اے ابن عباس کے غلام! میں نے قسم اٹھائی ہے کہ لَا اَفْعَلُ كَذَا وَ كَذَا حِیْنًا (میں ایک عرصہ تک ایسا ایسا نہیں کروں گا) جو الحین معروف ہوتا ہے وہ کتنا ہے؟ میں نے کہا: ایک حِیْنٍ وہ ہوتا ہے جس کی مدت معلوم ہوتی ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جس کی مدت معلوم نہیں ہوتی، پہلے جس کی مدت معلوم نہیں ہوتی اس کی مثال اللہ کا یہ ارشاد ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا۝ (الدہر) اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کتنے عرصہ کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ۔ یہ ایک سال سے آئندہ سال تک کا عرصہ ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: اے ابن عباس کے مولیٰ! تو نے ٹھیک کہا ہے اور جو تو نے کہا ہے کتنا عمدہ ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الحین دو ماہ کا عرصہ ہے کھجور کا درخت دو ماہ پھل دار رہتا ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ کھجور کا پھل سردی اور گرمیوں میں کھایا جاتا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 249 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 248 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 249 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 249

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر سات مہینوں میں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍ فرماتے ہیں یہ ہند کے اخروٹ کا درخت ہے اس کا پھل ضائع نہیں ہوتا۔ ہر مہینہ میں اٹھایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ سے جنت کا درخت مراد ہے۔ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی ہے، سطح زمین پر اس قسم کا درخت پیدا ہی نہیں فرمایا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اوپر، نیچے پلٹا تو عربوں میں سے بہتر قریش تھے اور یہی شجرہ مبارکہ ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے۔ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً سے مراد قرآن ہے اور كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ سے مراد قریش ہیں۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی قریش کی اصل بہت بڑی ہے فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ فرع سے مراد قریش کا شرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی ہدایت عطا فرما کر شرف بخشا اور انہیں اہل اسلام سے بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حبان بن شعبہ عن انس بن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ سے مراد الشریان ہے۔ میں نے حضرت انس سے پوچھا: الشریان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا حنظلہ (اندرائن)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصخر حمید بن زیاد الخراط رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ وہ ہے جو نشہ میں استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس آیت کا ذکر کیا اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو اسے کھمبی خیال کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھمبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور یہ زہر سے شفا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ فرماتے ہیں زمین کے اوپر سے اکھیڑی گئی ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مثالوں کو سمجھو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ایک عالم دین سے ملا اور پوچھا كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ عالم نے کہا: میں اس کا نہ زمین میں قرار جانتا ہوں، نہ آسمان میں اس کا بلند ہونا جانتا ہوں مگر یہ کہ وہ مالک کی گردن سے معلق رہے گا حتی کہ وہ قیامت کے روز اس کی وجہ سے پورا پورا بدلہ پالے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 245,51 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 251 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 252

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ عن ابی العالیہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی چادر ہوا نے اڑا دی تو اس نے ہوا کو لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہوا کو لعنت نہ کر، یہ مامورہ (حکم کی پابند) ہے، جو کسی ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو لعنت کی مستحق نہیں ہوتی تو لعنت پھر لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔(1)

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾

"ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پختہ قول (کی برکت) سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور بھٹکا دیتا ہے اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے"۔

الطیالسی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے البراء بن عازب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے۔ اللہ کے اس ارشاد يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ سے یہی مراد ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت قبر کے متعلق ہے، انسان صالح ہوتا ہے تو توفیق دیا جاتا ہے، اگر اس میں خیر نہیں ہوتی تو وہ کچھ نہیں بتا سکتا۔

امام الطیالسی، ابن ابی شیبہ (نے المصنف میں) احمد بن حنبل، ہناد بن السری (نے الزہد میں) عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ کے عذاب القبر میں حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے، ہم قبر پر پہنچے تو ابھی اس کی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے (اور ہم تعظیماً اس طرح سکون سے بیٹھے تھے) گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ زمین کو کرید رہے تھے، آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو پھر فرمایا بندۂ مومن دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سفید چہروں والے آسمان سے فرشتے آتے ہیں، ان کی چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو میں سے کچھ خوشبو ہوتی ہے حتی کہ وہ حد نظر تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے، وہ اس کے سر کے پاس بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: اے اطمینان والے نفس! تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف چل۔ پس وہ روح نکلتی ہے، وہ اس طرح آسانی سے نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کے قطرے نکلتے ہیں اگرچہ تم کچھ اور دیکھ رہے ہوتے ہو۔ ملک الموت اسے پکڑتا ہے، جب وہ روح کو پکڑ لیتا ہے تو دوسرے آئے ہوئے فرشتے ایک لمحہ کے لیے بھی ملک الموت کے ہاتھ میں اس روح کو نہیں چھوڑتے حتی کہ وہ لے لیتے ہیں، اسے ساتھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 252	2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 254

لائے ہوئے جنتی کفن میں رکھتے ہیں اور اسے جنت کی خوشبو لگاتے ہیں۔ پس وہ کستوری جو زمین پر پائی جاتی ہے اس سے کہیں زیادہ خوشبو اس سے مہکتی ہے۔ فرشتے اس روح کو اوپر لے جاتے ہیں اور جب فرشتوں کے گروہ سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: یہ کیا پاکیزہ روح ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ وہ اس کا اچھا نام لیتے ہیں جو لوگ اسے دنیا میں بلاتے ہیں۔ حتی کہ فرشتے اس روح کو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، وہ اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس روح کو اوپر والے آسمان تک الوداع کہنے جاتے ہیں حتی کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کی کتاب کو علیین میں لکھو اور اسے زمین کی طرف دوبارہ لے جاؤ۔ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا اور زمین کی طرف لوٹاؤں گا اور زمین سے انہیں دوبارہ نکالوں گا۔ پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بیٹھا دیتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا رب کون ہے؟ وہ بندہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کون سا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں وہ شخص کن صفات کا مالک تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کا رسول ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا علم کیا تھا؟ وہ کہتا ہے: میں نے کتاب اللہ کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، آسمان سے منادی ندا دیتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لیے جنت سے بچھونا بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، پس اسے جنت کی خوشبو اور مہک آتی رہتی ہے، حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک خوش شکل، خوش لباس، پاکیزہ، خوشبو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے تجھے مبارک ہو اس چیز کی جو تجھے مسرت بخشتی ہے، یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ بندہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ کیا خوب چہرہ ہے، خیر کے ساتھ آیا ہے، وہ اسے کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم کر، اے میرے رب! قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل و مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

فرمایا کافر بندہ جب دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی طرف چلتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ چہرہ والے فرشتے آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں، وہ حد نظر تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے، وہ اس کے سر کے پاس بیٹھا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح اللہ! کی ناراضگی اور غضب کی طرف چل۔ وہ اس کے جسم سے نکلتی ہے۔ روح اس کے جسم سے اس طرح نکلتی ہے جس طرح تر اون سے سیخ نکلتی ہے۔ ملک الموت اسے پکڑتا ہے پھر دوسرے فرشتے ایک لمحہ کے لیے بھی اس کے پاس اس روح کو نہیں چھوڑتے حتی کہ وہ ٹاٹوں میں اسے لپیٹ دیتے ہیں۔ اس سے زمین پر پڑے مردار جیسی بدبو آتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ کیسی خبیث روح ہے۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں: یہ فلاں ابن فلاں ہے۔ وہ اس کا براترین نام لیتے ہیں جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ حتی کہ فرشتے اسے آسمان دنیا کی طرف لے جاتے ہیں، اس کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے تو دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (الاعراف: 40) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کی کتاب کو نچلی زمین میں سجین میں لکھ دو پس اس کی روح کو پھینک دیا جاتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۝ (الحج)۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے، دوفرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے ھا، ھا مجھے تو کچھ معلوم نہیں، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ھاء ھاء مجھے تو معلوم نہیں، تیسرا سوال کرتے ہیں وہ شخص کون تھا جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا وہ کہتا ہے ھاء ھاء مجھے معلوم نہیں۔ آسمان سے ندا کرنے والا ندا دیتا ہے میرے بندے نے جھوٹ کہا، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی اور گرم ہوا اس کی طرف آتی رہتی ہے اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس قبیح شکل، قبیح لباس بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے بشارت ہو اس کی جو تجھے برا لگے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ بندہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ برائی والا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ بندہ کہتا ہے: اے رب قیامت قائم نہ فرما۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیوی زندگی میں تثبیت اس وقت ہوتی ہے جب قبر میں انسان کے پاس فرشتے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں من ربك؟ تیرا رب کون ہے (وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے) پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا نبی محمد ﷺ ہے۔ یہ دنیا میں تثبیت ہے۔ (2)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس آیت کے متعلق فرماتے سنا کہ یہ قبر کے متعلق ہے۔ (3)

امام ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ قبر میں سوال و جواب کے متعلق ہے: مَنْ رَّبُّكَ، وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَّبِيُّكَ۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آیت قبر کے متعلق ہے یعنی قبر میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو قول ثابت سے ثابت قدم رکھتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عذاب قبر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری وجہ سے اہل قبور آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اور اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی جاتی ہے۔ میرے ساتھ کیا ہوگا، میں ایک کمزور عورت ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 93، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 53، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 129 (11099) دار الفکر بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 437 (12242)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کیا تو فرمایا: اس کے پاس آنے والا آتا ہے اور پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ، وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا اسلام۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا محمد (ﷺ)۔ پھر دوسری مرتبہ اسی طرح سوال کیے جاتے ہیں۔ وہ اسی طرح جواب دیتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ سوال کیا جاتا ہے اور اسے سختی سے پکڑا جاتا ہے۔ وہ اسی طرح جواب دیتا ہے۔ فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ سے یہی مراد ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب قبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مومن پر موت کا قریب آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، اسے سلام کہتے ہیں اور اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں، جب وہ مرجاتا ہے تو وہ فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ پھر لوگوں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ جب وہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے من ربك تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد ﷺ۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیری شہادت کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمدا رسول الله۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... الآیہ سے یہی مراد ہے۔ پھر اس کی قبر حد نظر تک وسیع کی جاتی ہے۔ لیکن کافر اس پر فرشتے اترتے ہیں۔ وہ کافروں کو موت کے وقت چہروں پر اور پیٹھ پر مارتے ہیں۔ جب کافر کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جواب بھلا دیتا ہے۔ جب پوچھا جاتا ہے وہ رسول کون تھا جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا اس کی بھی اسے راہنمائی نہیں ملتی۔ وہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ سے یہی لوگ مراد ہیں۔ (2)

امام ابن جریر، الطبرانی اور بیہقی نے عذاب قبر میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن جب مرجاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد ﷺ ہے۔ اس کی قبر انتہائی کشادہ کی جاتی ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے بھی بٹھایا جاتا ہے اور اس سے بھی پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں، پس اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے اور اس میں اسے عذاب بھی دیا جاتا ہے۔ پھر ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ:124)

ابن ابی حاتم، ابن مندہ، طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوقتادہ الانصاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن جب فوت ہوتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد بن عبداللہ۔ اس سے یہ تین بار سوال کیا جاتا ہے پھر دوزخ کی طرف اس کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اپنا ٹھکانہ دیکھ اگر تو راہ راست سے بھٹکتا پھر اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے تو ثابت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 255 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 256,58

قدم رہا اس لیے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے۔ اور جب کافر مرتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، میں لوگوں کو کہتے ہوئے سنتا تھا۔ کہا جاتا ہے تو کبھی نہ جانے! پھر اس کے لیے پہلے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اگر تو ثابت قدم رہتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا۔ پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے چونکہ تو راہ راست سے بھٹک گیا ہے اس لیے اپنی منزل دیکھ لے۔ تو اس آیت میں قول ثابت سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ اور آخرت میں ثابت قدم رکھنے سے مراد قبر میں سوال کے وقت ثابت قدم رکھنا ہے۔ (1)

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن ابی عاصم نے السنۃ میں، البزار، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب القبر میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی گئی ہے۔ جب انسان دفن کیا جاتا ہے اور اس کے دوست واحباب اس سے جدا ہو جاتے ہیں تو ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوتا ہے۔ وہ اس شخص کو بٹھا دیتا ہے اور پوچھتا ہے تو اس ذات کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اگر وہ میت مومن ہو تو کہتا ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ فرشتہ کہتا ہے: تو نے سچ کہا۔ پھر اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور فرشتہ اسے کہتا ہے: اگر تو اپنے رب کا انکار کرتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا، جب کہ تو ایمان لایا ہے تو تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔ پس اس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ پس وہ شخص اپنی جنت کی منزل کی طرف اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ اسے کہتا ہے ٹھہر جا، پس اس کے لیے قبر میں کشادگی کر دی جاتی ہے۔ اور اگر میت کافر یا منافق ہو تو اس سے پوچھا جاتا ہے: اس آدمی کے بارے تو کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا۔ فرشتہ کہتا ہے تو کبھی نہ جانے اور نہ تجھے جاننے کی استطاعت ہو اور نہ کبھی ہدایت پائے۔ پھر اس کے لیے پہلے جنت کا درزواہ کھولا جاتا ہے۔ یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا اگر تو ایمان لاتا۔ اب جب کہ تو نے کفر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تیرا مقام بدل دیا ہے، اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے پھر اسے ایک گرز سے مارا جاتا ہے۔ اس کی آواز جن وانس کے علاوہ سب چیزیں سنتی ہیں۔ بعض لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے اوپر ایسا فرشتہ کھڑا ہوگا جس کے ہاتھ میں کوڑا ہوگا وہ عقل گم کر بیٹھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً یہ آیت پڑھی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔ (2)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب دفن سے فراغت ہوئی اور لوگ واپس جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میت تمہارے جوتوں کی آواز سن رہی ہے، اس کے پاس منکر ونکیر فرشتے آئے ہیں، ان کی آنکھیں تانبے کی ہانڈیوں کی مثل ہیں اور ان کے دانت گائے کے سینگوں کی طرح ہیں، ان کی آواز کڑک کی مثل ہے، وہ اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ کس کی عبادت کرتا تھا، اس کا نبی کون ہے؟ اگر وہ ایسا شخص ہو جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ کہتا

1۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 206 (1369)، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 254

ہے: میں اللہ کی عبادت کرتا تھا اور میرا نبی محمد ﷺ ہے وہ ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لے کر آئے۔ ہم ان پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اتباع کی۔ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ سے یہی مراد ہے اس شخص کو کہا جاتا ہے تو یقین پر زندہ رہا، یقین پر فوت ہوا اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا پھر اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ شخص اہل شک میں سے ہو تو وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں میں لوگوں سے کچھ سنتا تھا جو وہ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ اسے کہا جاتا ہے تو شک پر زندہ رہا، شک پر مرا اور شک پر اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس پر بچھو اور سانپ مسلط کیے جاتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک دنیا میں پھونک مار دے تو زمین کچھ نہ اگائے، وہ سانپ اور بچھو اسے ڈسیں گے اور زمین کو مل جانے کا حکم ہوگا۔ وہ اس پر مل جائے گی حتی کہ اس کی دائیں طرف کی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں طرف کی دائیں طرف ہو جائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد (الزہد میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان، طبرانی (الاوسط میں) حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ اسے چھوڑ کر واپس جاتے ہیں۔ اگر میت مومن ہو تو نماز اس کے سر پر ہوتی ہے، زکاۃ اس کی دائیں جانب اور روزہ بائیں جانب ہوتا ہے اور نیک اعمال لوگوں سے احسان وغیرہ اس کے قدموں کی جانب ہوتے ہیں۔ جب اس کی طرف سر کی جانب سے فرشتہ آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر اس کی دائیں طرف سے فرشتہ آتا ہے تو زکاۃ کہتی ہے میری طرف سے کوئی مدخل نہیں۔ پھر اس کے بائیں طرف سے فرشتہ آتا ہے تو روزہ کہتا ہے میری طرف سے کوئی گزرگاہ نہیں۔ پھر اس کے قدموں کی طرف سے فرشتہ آتا ہے تو اس کے نیک اعمال، معروف اور لوگوں کے ساتھ احسان کہتا ہے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے بیٹھ جا وہ بیٹھ جاتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے، اسے کہا جاتا ہے ہم جو تجھ سے پوچھیں اس کے متعلق بتا وہ کہتا ہے مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ اسے کہا جاتا ہے تو نماز پڑھ لے گا پہلے ہمارے سوالوں کا جواب دے۔ وہ کہتا ہے تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم اس شخص کے بارے کیا کہتے تھے جو تم میں تھا یعنی نبی کریم ﷺ۔ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے وہ ہمارے پاس ہمارے رب کی طرف سے دلائل لے کر آئے ہم نے تصدیق کی اور ان کی اتباع کی اسے کہا جاتا ہے تو نے سچ کہا، اسی پر تو زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا، ان شاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اس کے لیے قبر حد نظر تک کشادہ کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے یہی مراد ہے: یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے پہلے آگ کی طرف دروازہ کھولو، اسے کہا جاتا ہے اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو تیرا یہ مقام ہوتا، اس کی کامیابی کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کا جسم اس مٹی کی طرف لوٹا دیا جائے گا جس سے وہ بنا ہوگا اور اس کی روح پاک نسیم میں رکھی جائے گی۔ یہ سفید پرندے ہیں جو جنت کے درختوں سے معلق ہیں۔

اور اگر وہ کافر ہوگا تو اس کی قبر میں سر کی طرف سے آیا جائے گا تو کچھ موجود نہ ہوگا اس کے قدموں کی طرف سے آیا جائے

گا تو کچھ نہ ہوگا وہ خوفزدہ اور مرعوب ہو کر بیٹھ جائے گا، اس سے پوچھا جائے گا تو اس شخص کے بارے کیا کہتا تھا جو تمہارے درمیان تھا اور تو اس کے متعلق کیا گواہی دیتا تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو نہ پہچان سکے گا، اسے کہا جائے گا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ وہ کہے گا میں لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا میں بھی وہی کہتا تھا جیسے وہ کہتے تھے، اس کو کہا جائے گا تو نے سچ کہا، اس پر تو زندہ رہا اسی پر مرا اور ان شاء اللہ تو اسی پر اٹھایا جائے گا۔ اس پر قبر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طہ: 124) کہا جائے گا اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولو، جنت کی طرف دروازہ کھولا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا مقام تھا اور یہ تیرے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کیا تھا۔ پس اس کی حسرت اور ناکامی میں اضافہ ہوگا۔ پھر کہا جائے گا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھولو تو اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ یہ تیرا ٹھکانہ ہے اور یہ اللہ نے تیرے لیے تیار کیا ہے۔ پس اس کی حسرت اور ناکامی میں اضافہ ہوگا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ اور فرمایا جب قبر میں پوچھا جائے گا مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ؟ تو وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلائل لے کر آئے، میں اس پر ایمان لایا اور میں نے تصدیق کی۔ کہا جائے گا تو نے سچ کہا، اسی پر تو زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مذکورہ آیت قبر کے فتنہ کے متعلق ہے۔ (3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر نے المسیب ابن رافع سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت قبر کے بارے نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اس میت کے بارے نازل ہوئی ہے جس سے قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ (5)

ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: یہ قبر کے بارے میں ہے اور قبر میں خطاب کے متعلق ہے۔ (6)

امام ابن جریر، عبد الرزاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قول ثابت سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور فِي الْاٰخِرَةِ سے مراد قبر میں سوال کرنا ہے۔ (7)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کلمہ طیبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا میں خیر اور نیک اعمال کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے اور فِي الْاٰخِرَةِ سے مراد قبر میں سوالات کے وقت ثابت قدم رکھنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آیت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 255 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً جلد 13، صفحہ 257 | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 258 | 7۔ ایضاً

مراد یہ ہے کہ مومن قبر میں ہوتا ہے تو اس کی آزمائش کے وقت دو آزمانے والے اس کے پاس آتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ، وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ ؟؟؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کی وجہ سے ثابت قدم رکھا جو اسے محبوب اور پسند ہے۔ پس وہ اس کے لیے قبر کو حد نظر تک کشادہ کر دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں: آنکھیں ٹھنڈی کر کے اس سونے والے نوجوان کی طرح سو جا جو اپنی بہتر آرام گاہ میں امن سے ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا۞ (الفرقان)

لیکن کافر کو وہ دونوں آزمانے والے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں وہ اسے کہتے ہیں تو کبھی نہ سمجھے اور نہ ہدایت پائے۔ پس وہ اسے آگ کے کوڑے سے مارتے ہیں۔ اس کی وجہ سے جن وانس کے علاوہ ہر جانور گھبرا جاتا ہے، پھر وہ دونوں اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولتے ہیں اور اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کا دماغ اس کے ناخنوں اور گوشت کے درمیان سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں تم اس شخص کے بارے کیا کہتے تھے جو تمہارے درمیان تھا جسے محمد کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے ثبات کی تلقین فرماتا ہے۔ اور ثبات قبر پانچ ہیں۔ بندے کا کہنا کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر فرشتے اسے کہتے ہیں تو ٹھہر جا۔ تو مومن ہو کر زندہ رہا۔ مومن ہو کر فوت ہوا اور مومن ہو کر اٹھے گا پھر وہ فرشتے اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھاتے ہیں جو عرش رحمٰن کے نور کی وجہ سے چمک رہا ہوتا ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن مردویہ نے قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست واپس آتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھا دیتے ہیں، پھر پوچھتے ہیں: تو اس آدمی کے متعلق کیا کہتا تھا؟ ابن مردویہ نے یہ الفاظ زائد لکھے ہیں: ''جو تمہارے درمیان تھا جسے محمد کہا جاتا تھا۔ فرمایا: مومن جواب میں کہتا ہے اشھد انہ عبد اللہ ورسولہ۔ اسے کہا جاتا ہے تو اپنا دوزخ میں ٹھکانہ دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے جنت میں تیرا ٹھکانہ بنایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ مومن کی قبر کو ستر ہاتھ وسیع کر دیا جاتا ہے اور اس کو سبزے سے بھر دیا جاتا ہے۔ لیکن رہا منافق اور کافر تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، کہا جاتا ہے نہ تو نے جانا اور نہ تو نے پڑھا۔ اس کو لوہے کے گرز سے مارا جاتا ہے، وہ شخص اتنا چیختا ہے کہ جن وانس کے علاوہ اس کے قریبی سب جانور اس کی چیخ سنتے ہیں۔ (1)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18، صفحہ 167 (70)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی نے عذاب قبر میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی جاتی ہے، مومن کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس سے سوال کرتا ہے تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ اللہ تعالیٰ خود اس کی راہنمائی فرماتا ہے، وہ کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اس سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے کیا کہتا تھا، وہ کہتا ہے یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ کچھ نہیں پوچھتا۔ وہ اسے وہ گھر دکھاتا ہے جو اس کے لیے آگ میں ہوتا ہے، اسے کہا جاتا ہے، یہ تیرا گھر ہے جو تیرے لیے آگ میں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے محفوظ رکھا اور تجھ پر رحم کیا اور تیرے لیے جنت میں گھر بدل دیا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ و تا کہ میں جاؤں اور اپنے گھر والوں کو (اپنی کامیابی کی) بشارت دوں۔ اسے کہا جاتا ہے تو ٹھہر جا۔ اور جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اسے جھڑکتا ہے۔ اور اس سے پوچھتا ہے کہ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں وہ پوچھتا ہے تو اس آدمی کے بارے کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے میں وہ کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پس فرشتے اسے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرز سے مارتے ہیں۔ وہ اس طرح چیختا ہے کہ جن وانس کے علاوہ ساری مخلوق اس کی چیخ سنتی ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی الدنیا، طبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے ابن الزبیر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ سے قبر کے دو فتنہ میں ڈالنے والوں کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی جاتی ہے۔ جب مومن قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کے دوست واحباب اسے چھوڑ کر واپس آتے ہیں تو ایک سخت جھڑکنے والا فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے: تو اس آدمی کے بارے کیا کہتا تھا؟ مومن کہتا ہے میں کہتا تھا اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَعَبْدُہٗ، فرشتہ کہتا ہے تو اپنا وہ ٹھکانہ دیکھ جو آگ میں تیرے لیے تیار کیا گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے نجات دی ہے اور اس نے اس کے بدلے جنت میں تیرے لیے مکان تیار کیا ہے جس کو تو نے دیکھا ہے۔ پس مومن اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ مومن کہتا ہے مجھے چھوڑو میں اپنے اہل کو اپنی کامیابی کی بشارت دوں۔ اسے کہا جاتا ہے ٹھہر جا۔ لیکن منافق کو جب ساتھی چھوڑ کر واپس آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اسے کہا جائے گا تو کبھی نہ جانے۔ یہ تیرا پہلے جنت میں ٹھکانہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ دوزخ میں تیرا ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ہر شخص قبر سے اس عقیدہ پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا ہوگا، مومن اپنے ایمان پر اور منافق اپنے نفاق (پر اٹھایا جائے گا)۔(2)

امام ابن ابی حاتم (نے السنہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسفیان عن جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں: اسے جھڑکتے ہیں۔ وہ اٹھتا ہے جیسے سونے والا اٹھتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، اسلام میرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا نبی ہے۔ ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا: اس کے لیے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 233، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3 صفحہ 346

جنت سے بچھونا بچھادو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو۔ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ و میں اپنی کامیابی سے اپنے گھر والوں کو آگاہ کروں گا۔ اسے کہا جاتا ہے ٹھہر جا۔

امام بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہیں زمین کے اندر پہنچایا جائے گا، تیرے لیے تین ہاتھ گہرا گڑھا کھودا جائے گا، ایک ذراع میں ایک بالشت چوڑا ہوگا پھر تیرے پاس سیاہ رنگ کے منکر نکیر آئیں گے جو اپنے بال کھینچ رہے ہوں گے۔ ان کی آواز سخت کڑک کی طرح ہوگی۔ ان کی آنکھیں برق خاطف ہوں گی۔ وہ زمین کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے پھر وہ تجھے بٹھادیں گے جب کہ تو گھبرایا ہوگا، وہ تجھے ڈرائیں گے؟ حضرت عمر نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اس دن بھی اسی طرح ہوں گا جیسا آج ہوں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کے اذن سے میں ان کے سامنے آپ کے بارے صحیح جواب دوں گا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت اپنے دوست واحباب کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ واپس جانے لگتے ہیں۔ پھر وہ بیٹھتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے الاسلام۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد ﷺ۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا علم کیا تھا؟ وہ کہتا ہے میں نے آپ ﷺ کو پہچانا، آپ پر ایمان لایا اور جو آپ کتاب لائے اس کی تصدیق کی۔ پھر اس کے لیے حد نظر تک قبر وسیع کردی جاتی ہے اور اس کی روح کو مومنین کی ارواح میں رکھا جاتا ہے۔

طبرانی نے الاوسط میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ دو فرشتے جو قبر میں آتے ہیں ان کے نام منکر نکیر ہیں۔ (1)

امام احمد، ابن ابی الدنیا، طبرانی الآجری (الشریعہ میں) اور ابن عدی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر میں فتنہ میں مبتلا کرنے والوں کا ذکر کیا، تو حضرت عمر نے عرض کی: کیا ہماری عقلیں لوٹ آئیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بالکل آج کی طرح۔ حضرت عمر نے فرمایا: اس کے منہ میں پتھر۔ (2)

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں، حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو چار ہاتھ گہری اور دو ہاتھ چوڑی قبر میں ہوگا اور تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! منکر نکیر کیا ہیں؟ فرمایا قبر کے دو فتنہ میں مبتلا کرنے والے وہ زمین کو اپنے دانتوں سے کریدتے ہیں، اپنے بالوں کو روندتے ہیں (یعنی ان کے لمبے بال ہوں گے)، ان کی آواز سخت کڑک کی طرح ہے، ان کی آنکھیں برق خاطف کی طرح ہیں ان کے پاس اتنا بھاری گرز ہوتا ہے، اگر سارے اہل زمین جمع ہو جائیں تو پھر بھی اسے نہ اٹھا سکیں لیکن ان دو فرشتوں پر اس کا اٹھانا میری اس لاٹھی سے بھی آسان ہے، وہ تجھے آزمائیں گے۔ اگر تو نے صحیح جواب نہ دیا تو تجھے وہ اس گرز کے ساتھ ماریں گے تو تو راکھ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اس وقت اسی حالت پر ہوں گا؟ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی پھر تو میں انہیں آپ کے متعلق صحیح جواب دوں گا۔

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 339، مکتبۃ المعارف الریاض 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 172، دار صادر بیروت

امام ترمذی، ابن ابی الدنیا، ابن ابی عاصم، الآجری اور البیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کے رنگ کالے اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تو اس شخصیت کے بارے کیا کہتا تھا۔ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے (برگزیدہ) بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا پھر اس کے لیے قبر ستر ہاتھ لمبی اور ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے پھر اس کے لیے قبر میں نور بھر دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے سو جا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے اہل وعیال کے پاس واپس جاتا ہوں کہ انہیں اپنی کامیابی کی خبر دوں۔ فرشتے کہتے ہیں تو سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے۔ جسے گھر والوں میں سے صرف محبوب ترین فرد ہی جگاتا ہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اسی ٹھکانہ سے اٹھائے گا۔ اگر میت منافق ہو تو وہ کہتا ہے میں لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ میں نہیں جانتا۔ وہ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے تو یہی کہے گا۔ زمین کو حکم ہوتا ہے کہ اس پر مل جا۔ پس اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ اسے اسی طرح قبر میں عذاب ہوتا رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اسی جگہ سے اٹھائے گا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا: اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا؟ حضرت عمر نے پوچھا منکر نکیر کیا ہیں؟ فرمایا قبر میں فتنہ میں ڈالنے والے، ان کی آواز سخت کڑک کی طرح ہے، ان کی آنکھیں اچک لینے والی بجلی کی طرح ہیں، وہ اپنے بالوں میں چلتے ہیں، وہ اپنے دانتوں سے زمین کھودتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک لوہے کا ڈنڈا ہوتا ہے، اگر تمام اہل زمین جمع ہو جائیں تو اسے نہ اٹھا سکیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبور میں فتنوں میں مبتلا کیے جاتے ہو پوچھا جاتا ہے تمہارا اس شخص کے بارے کیا علم ہے؟ مومن یا موقن کہتا ہے وہ محمد ﷺ ہیں ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لے کر آئے ہم نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور ہم نے آپ کی اتباع کی۔ کہا جاتا ہے ہمیں معلوم تھا کہ تو مومن پھر صالح تھا۔ رہا منافق یا مرتاب (شک کرنے والا) تو وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا میں لوگوں سے کچھ سنتا تھا پس میں وہی کہتا تھا۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب انسان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر وہ مومن ہو تو اس کا عمل اسے گھیر لیتا ہے فرشتہ نماز کی طرف سے آتا ہے تو نماز اسے لوٹا دیتی ہے، اسی طرح روزے کی طرف سے آتا ہے تو وہ اسے لوٹا دیتا ہے پس وہ فرشتہ اسے ندا دیتا ہے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ جاتا ہے۔ وہ اس سے یہ پوچھتا ہے تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے یعنی نبی کریم ﷺ۔ آدمی پوچھتا ہے کون سا شخص؟ فرشتہ کہتا ہے محمد ﷺ، وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ اور تو نے یہ کیسے علم حاصل کیا۔ انسان کہتا

1۔ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، جلد 3، صفحہ 383 (1071)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 16 (24)، دمشق

ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے تو اسی (ایمان پر) زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا اور اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اگر وہ فاجر یا کافر ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پاس آتا ہے تو فرشتہ اس کے درمیان اور اپنے درمیان کوئی چیز (نماز، روزہ) نہیں پاتا۔ وہ اسے بٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے تو اس شخص کے بارے کیا کہتا ہے: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا پس وہی کہتا تھا، فرشتہ اسے کہتا ہے اسی پر تو زندہ رہا، اسی پر تو مرا اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ پھر اس پر قبر میں ایک جانور مسلط کیا جاتا ہے جس کے پاس ایک کوڑا ہوتا ہے جس کی گانٹھ انگارہ ہوتی ہے جس طرح اونٹ کی کہان ہوتی ہے وہ (اس طرح وہ بلند ہوتی ہے) اسے مارے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اس کی آواز کو نہ سنے گا تاکہ وہ اس پر رحم کرے۔ (1)

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے دروازے پر کھانا طلب کرنے کے لیے آئی تو اس نے کہا مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور عذاب قبر کے فتنہ سے بچائے۔ میں اس عورت کو روکے ہوئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا یہ کہتی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور عذاب قبر کے فتنہ سے بچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنہ اور عذاب قبر کے فتنہ سے بچانے کی دعا کرنے لگے۔ پھر فرمایا دجال کا فتنہ اس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ میں بھی تمہیں اس سے ایسی بات کے ساتھ ڈراتا ہوں جو پہلے کسی نبی نے اپنی امت سے بیان نہیں کی ہے وہ کانا ہے، اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔ ہر مومن اسے پڑھ لے گا۔ اور رہا فتنۃ القبر تو میری وجہ سے تمہاری آزمائش ہوگی اور میرے متعلق تم سے سوال ہوگا۔ اگر انسان نیک اور صالح ہوگا تو اسے قبر میں بغیر کسی گھبراہٹ اور بغیر کسی فتنہ کے قبر میں بٹھایا جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا میں اسلام پر تھا۔ پھر پوچھا جائے گا: وہ شخص کیسا تھا جو تمہارے درمیان تھا؟ وہ کہے گا وہ محمد اللہ کے رسول تھے، ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نشانیاں لائے تھے، پھر اس کے لیے آگ کی طرف سے ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس میں دیکھے گا کہ آگ کا بعض بعض کو توڑ رہا ہے۔ اسے کہا جائے گا اس مقام کو دیکھ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچالیا ہے۔ پھر اس کے بعد جنت کی طرف کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس کی رونق اور جو کچھ اس میں ہے اس کو ملاحظہ کرے گا پھر ارشاد ہوگا جنت میں یہ تیرا ٹھکانہ ہے کہا جائے گا تو یقین پر تھا اسی پر تیرا وصال ہوا اور ان شاء اللہ تجھے اس پر اٹھایا جائے گا۔ اگر برا انسان ہوگا تو اسے قبر میں بٹھایا جائے گا تو وہ گھبرایا ہوا فتنہ میں مبتلا ہوگا، اسے کہا جائے گا تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا میں لوگوں سے کچھ سنتا تھا جو وہ کہتے تھے میں بھی ویسا ہی کہتا تھا پھر اس کے لیے پہلے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس کی رونق اور جو اس میں ہے سب کا ملاحظہ کرے گا پھر اسے کہا جائے گا دیکھ اس مقام کو جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جدا کر دیا ہے پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس کی طرف دیکھے گا کہ آگ کا بعض بعض کو توڑ رہا ہے۔ کہا جائے گا شک پر زندگی گزارنے کی وجہ سے دوزخ میں سے یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ اسی شک پر تیری موت واقع ہوئی اور ان شاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ (2)

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 352، دار صادر بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 139

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد نے الزہد میں، ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مردے اپنی قبروں میں سات دن تک فتنہ میں ڈالے جاتے ہیں، وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے ان دنوں میں کھانا کھلایا جائے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں حضرت الحارث بن ابی الحرث عن عبید بن عمیر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن اور منافق دونوں آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، مومن سات دنوں تک آزمائش میں رہتا ہے اور منافق چالیس دنوں تک آزمائش میں ہوتا ہے

امام ابن شاہین نے السنۃ میں راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: تم اپنی حجت کو سیکھو کیونکہ تم سے سوال کیا جائے گا حتی کہ انصار میں سے کسی پر موت کا وقت قریب آتا تو گھر والے اسے ان قبر کے سوالات و جوابات کی وصیت کرتے تھے، بچہ جب عقل مند ہوتا تو اسے کہتے تھے کہ جب فرشتے تم سے پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو تو کہہ اللہ میرا رب ہے، تیرا دین کیا ہے؟ تو تو کہہ اسلام میرا دین ہے، تیرا نبی کون ہے؟ تو کہہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے صحابی کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہتے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزِلٍ بِهٖ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهٖ، وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهٖ وَاقْبَلْهُ مِنْكَ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسَائِلِ مَنْطِقَهٗ۔'' اے اللہ یہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، تو اس کو بہتر جگہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کے پہلو سے زمین کو جدا کر دے، اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دے اور اس کو اپنی بارگاہ میں عمدہ قبولیت کے ساتھ قبول فرمالے اور سوالات کے وقت اس کی زبان کو ثابت رکھ''۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں آدمی کو اس وقت دفن کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوالات ہو رہے ہیں۔(2)

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر دی جاتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پر کھڑے ہوتے تھے اور یہ کہتے تھے: اے اللہ! ہمارا ساتھی تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہے، اس نے دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑا ہے، اے اللہ! سوالات کے وقت اس کی زبان کو ثابت رکھ اور اس کو قبر میں ایسے فتنہ میں مبتلا نہ کر جس کی یہ طاقت نہ رکھتا ہو۔

امام طبرانی اور ابن مندہ نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے پھر اس پر مٹی برابر کر دو تو تم میں سے کوئی ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہونا چاہیے اور اسے یہ کہنا چاہیے: یا فلاں ابن فلانہ کیونکہ وہ سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا، پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ کیونکہ وہ سیدھا بیٹھا ہوتا ہے پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ کیونکہ وہ کہتا ہے اِرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ'' ہماری راہنمائی فرما اللہ تجھ پر رحم کرے''، لیکن لوگ اس بات کا شعور نہیں

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 4
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 526 (1372)، دارالکتب العلمیہ بیروت

رکھتے۔ اسے یہ کہنا چاہیے یاد کر وشہادت جس پر رہ کر دنیا چھوڑ چلا ہے یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ تو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی تھا، اسلام کے دین ہونے پر خوش تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش تھا اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔ منکر نکیر میں سے ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتا ہے اور کہتا ہے ہم اس کے پاس چلیں جس کو حجت تلقین کی گئی ہے، پس اس کی حجت ان دونوں کے پیچھے ہوتی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کیسے پکارا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اس کی نسبت حضرت حواء کی طرف کی جائے فلاں ابن حواء۔ (1)

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میں مرجاؤں اور تم مجھے دفن کر دینا تو کوئی شخص میرے سرہانے کھڑا ہو کر یہ کہے: اے صدی بن عجلان! دنیا میں جس شہادت پر قائم تھا اس کو یاد کر (یعنی) شَهَادَةَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

امام سعید بن منصور نے حضرت راشد بن سعد، ضمرہ بن حبیب اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میت پر مٹی ڈالی جائے اور لوگ واپس آنے لگیں تو میت کو قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس طرح تلقین کرنا مستحب ہے یا فلاں تو یہ تین مرتبہ کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اے فلاں! تو کہہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پھر وہ واپس آجائے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ قبر میں میت کو رکھنے کے بعد یہ کہنا پسند کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میت سے سوال کیا جاتا ہے من ربك تو اسے شیطان ایک شکل میں دکھائی دیتا ہے اور اسے اپنی طرف اشارہ کرتا ہے میں تیرا رب ہوں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ سب مومن قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہید کے سر پر تلواروں کی چمک بطور فتنہ کفایت کرتی ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک اشعری شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات سال خدمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا ہم پر حق ہے۔ اسے بلاؤ، وہ ہم سے اپنا کوئی مطالبہ کرے، صحابہ کرام نے اس شخص کو بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی کوئی حاجت پیش کر۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے صبح تک اجازت دیں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استخارہ کرلوں۔ جب صبح ہوئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے قیامت کے روز شفاعت کا سوال کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ فرمایا اپنے نفس پر کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کر۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن ابی شبیب رضی اللہ عنہ سے راوی کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، جلد 3، صفحہ 66، دار الفکر بیروت
2۔ سنن نسائی، باب الشہید، جلد 4، صفحہ 99، دار الحدیث القاہرہ

مجاہد کے زمانہ میں میں نے جمعہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ میں نے جانے کی تیاری کی تو مجھے خیال آیا میں کہاں نماز پڑھنے جا رہا ہوں اور کس کے پیچھے نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔ میں جانے اور نہ جانے کی کشمکش میں تھا کہ کمرے کی ایک جہت سے آواز آئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ (الجمعہ: 9) میمون فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں ایک کتاب لکھ رہا تھا تو میرے سامنے ایک ایسی چیز آئی کہ اگر میں اسے لکھ دیتا تو وہ میری کتاب کے لیے زینت بن جاتی جب کہ میں نے جھوٹ بولا ہوتا۔ اور اگر میں اسے ترک کر دیتا تو وہ میری کتاب میں قدح کا باعث ہوتی جب کہ میں سچا ہوتا۔ میں بھی خیال کرتا کہ لکھ دوں۔ پھر خیال آتا کہ نہ لکھوں۔ میں نے اسے نہ لکھنے کا پروگرام طے کر لیا پھر کمرے کی ایک طرف سے آواز آئی، یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ
الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ
لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ
الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَ
سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ وَ سَخَّرَ
لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

”کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں (یعنی دوزخ میں) جھونکے جائیں گے اس میں اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے اور بنا لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے مدمقابل تاکہ بھٹکا دیں (لوگوں کو) اس کی راہ سے۔ آپ (انہیں) فرمائیے (کچھ وقت) لطف اٹھا لو، پھر یقیناً تمہارا انجام آگ کی طرف ہے آپ فرمائیے میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں کہ وہ صحیح صحیح ادا کیا کریں نماز اور خرچ کیا کریں اس سے جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ،

اس سے پیشتر کہ آ جائے وہ دن جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا بلندی سے پانی پھر پیدا کیے اس پانی سے پھل تمہارے کھانے کے لیے اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے کشتی کو تا کہ وہ چلے سمندر میں اس کے حکم سے اور تابع فرمان کر دیا تمہارے لیے دریاؤں کو اور مسخر کر دیا تمہارے لیے آفتاب و مہتاب کو جو برابر چل رہے ہیں اور مسخر کر دیا تمہارے لیے رات اور دن کو اور عطا فرمایا تمہیں ہر اس چیز سے جس کا تم نے اس سے سوال کیا۔ اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک انسان بہت زیادتی کرنے والا، از حد ناشکرا ہے''۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا الخ کے تحت روایت کیا ہے: یہ تبدیل کرنے والے اور ناشکرے کفار مکہ ہیں۔ (1)

امام بخاری (نے اپنی تاریخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں تبدیل کرنے والوں اور ناشکروں سے مراد بنو مغیرہ اور بنو امیہ ہیں۔ بنو مغیرہ کا بدر کی جنگ میں تم نے کام تمام کر دیا اور بنو امیہ کو کچھ عرصہ تک لطف اندوز ہونے دیا گیا۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عباس سے کہا: اے امیر المومنین! اس آیت کریمہ میں کون لوگ مراد ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے قریش کے دو فاجر ترین قبائل مراد ہیں۔ میرے ماموں اور تمہارے چچے، میرے ماموؤں کو اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز تہس نہس کر دیا اور تمہارے چچوں کو کچھ عرصہ مہلت دی گئی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں قریش کے دو فاجر قبیلے مراد ہیں یعنی بنو امیہ اور بنو مغیرہ۔ بنو مغیرہ کی اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز نسل ہی ختم کر دی اور بنو امیہ کو کچھ عرصہ لطف اندوز ہونے دیا گیا۔ (3)

امام عبد الرزاق، الفریابی، النسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری (نے المصاحف میں) ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو الطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ کفار کے فاجر لوگ ہیں، جن کی بدر کی جنگ میں میں نے سرکوبی کی، فرمایا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف: 104) ''یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیوی زندگی کی آرائش میں کھو گئی'' سے مراد اہل حروراء (یعنی خارجی لوگ) ہیں''۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: بنو امیہ اور بنو مخزوم ابو جہل کا گروہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 260 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 246، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ارطاۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا سے مراد قریش کے علاوہ دین سے بری لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی حسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا کوئی مجھ سے قرآن کی تفسیر پوچھنے والا نہیں؟ اللہ کی قسم! اگر کسی کو میں آج جانتا ہوتا کہ وہ مجھ سے قرآن کا زیادہ عالم ہے اور وہ سمندروں سے پار ہوتا تو میں اس کے پاس جاتا۔ عبد اللہ بن الکواء رضی اللہ عنہ اٹھے اور پوچھا: اس آیت میں کون لوگ مراد ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا فرمایا مشرکین قریش ان کے پاس ایمان کی نعمت پہنچی لیکن انہوں نے اپنی قوم کے لیے ہلاکت کے گھر کو بدلا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، حاکم رحمہم اللہ (نے الکنی میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ کفار قریش ہیں جو جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں جنگ بدر کے مشرکین مراد ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت نافع عن ابن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں وہ کفار قریش مراد ہیں جو جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان قریشیوں کے متعلق نازل ہوئی جو جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔ بدلنے والے قریش تھے اور نِعْمَتَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم یہ بیان کرتے تھے کہ اس آیت سے مراد اہل مکہ ہیں، ابوجہل اور اس کے ساتھی جن کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں غارت کیا۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جبلہ بن ایہم اور اس کے متبعین عرب ہیں جو روم چلے گئے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ یعنی جو ان کے اطاعت شعار ان کی قوم میں سے تھے انہیں ہلاکت کے گھر میں اتارا۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دَارَ الْبَوَارِ سے مراد دوزخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگے خود ہی اس کی وضاحت فرمائی اور تجھے بیان کیا کہ اس سے مراد جہنم ہے۔ (5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کا گھر آخرت میں جہنم ہوگا۔ (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 261 | 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 263 | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 264 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

عبد بن حمید، ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جَعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے شریک ٹھہرائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے قُلۡ تَمَتَّعُوۡا فَاِنَّ مَصِیۡرَکُمۡ اِلَی النَّارِ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اپنی موت تک لطف اندوز ہوتے رہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا بَیۡعٌ فِیۡہِ وَ لَا خِلٰلٌ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ دنیا میں بیوع اور دوستیاں ہیں جن کے ساتھ وہ دنیا میں (برادریاں) اور دوستیاں قائم کرتے ہیں۔ پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی اختیار کر رہا ہے اور کس سے سنگت بنا رہا ہے۔ اگر تو وہ دوستی رضاء الٰہی کے لیے ہے تو وہ اس کو ہمیشہ قائم رکھے۔ اور اگر اسکے علاوہ کوئی اور مقصد ہے تو پھر اسے جان لینا چاہیے کہ دنیا کی دوستی قیامت کے روز دشمنی میں بدل جائے گی سوائے متقین کی دوستی کے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ سَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡہٰرَ کے تحت روایت کیا ہے: ہر شہر کے ساتھ تمہارے لیے دریا مسخر کر دیئے ہیں۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج اور چاند اطاعت الٰہی میں برابر چل رہے ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہما اللہ (نے العظمہ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورج چھوٹی نہر کی مانند ہے، وہ دن کے وقت اپنے فلک میں آسمان میں چلتا ہے پھر جب غروب ہوتا ہے تو رات کے وقت زمین کے نیچے اپنے فلک میں چلتا ہے حتیٰ کہ پھر مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ یہی کیفیت چاند کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اٰتٰىکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ فرماتے ہیں ہر وہ چیز جس کا تم نے اس سے سوال کیا وہ اس نے تمہیں عطا فرما دی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ چیز جس کا تم نے سوال کیا اور جس کا تم نے سوال نہیں کیا وہ تمہیں عطا فرما دی۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا حق اتنا بھاری ہے کہ بندوں کے لیے اس کی ادائیگی ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں کے شمار سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن بندے صبح شام توبہ کرنے والے ہو جائیں۔ (6)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بھی کوئی بندہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 266　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 267

4۔ ایضاً　　5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 268　　6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 269

الحمدللہ کہتا ہے، اس پر الحمدللہ کہنے کی وجہ سے ایک نعمت واجب ہو جاتی ہے۔ پوچھا اس نعمت کی جزا کیا ہے؟ فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ وہ پھر الحمدللہ کہے۔ پھر اسے ایک دوسری نعمت ملے گی پس یہ نعمتوں کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت سلیمان التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی شان کے لائق انعام فرماتا ہے اور انہیں شکر کا مکلف ان کی طاقت کے مطابق کرتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت بکر بن عبد اللہ المزنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو اپنے اوپر کی گئی نعمتوں کی مقدار پہچاننا چاہتا ہے تو اپنی آنکھوں کو بند کر۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے صرف اپنے اوپر کھانے اور پینے کی نعمتوں کو ہی جانا اس کا علم کم ہے اور اس کا عذاب قریب ہے۔ (4)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں کی کہ اس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی پہچان کرادی۔ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بندوں کے لیے آخرت میں اس طرح لازم ہے جس طرح دنیا میں پانی۔ (5)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل جہنم پر بھی احسان ہے۔ اگر وہ چاہتا کہ انہیں آگ سے بھی شدید عذاب دے تو وہ انہیں عذاب دے سکتا تھا۔ (6)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے محمد بن صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کسی عالم نے یہ آیت کریمہ جب تلاوت فرمائی وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا تو فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے نعمت کی معرفت سے تقصیر کو معرفت بنایا جیسے اس نے کسی کے لیے ادراک کو غیر ادراک سے زیادہ علم قرار نہیں دیا اور اپنی نعمت کی معرفت سے تقصیر کو شکر قرار دیا جیسا کہ اس نے اس کی عدم معرفت کے اعتراف کو شکر قرار دیا اور اسی کو ایمان قرار دیا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ بندے اس سے آگے تجاوز نہیں کر سکتے۔ (7)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب القرشی مولی بنی ہاشم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی! اے میرے پروردگار! مجھے اپنی وہ ادنی سے ادنی نعمت بتا جو تو نے مجھ پر کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے داؤد! سانس پر سانس لینا۔ فرمایا یہ میری تجھ پر ادنی نعمت ہے۔ (8)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک عابد نے اللہ تعالیٰ کی پچاس سال عبادت کی، اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ اس نے عرض کی: یارب! تو نے میرا کیا معاف کیا ہے؟ میں نے تو گناہ ہی نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن میں ایک رگ میں تکلیف جاری فرمادی جس کی وجہ سے نہ وہ

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 99، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138، (4578)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112، (4465)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 113، (4467)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 119 (4500)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138، (4577)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 152 (4624)
8۔ ایضاً (4623)

سویا اور نہ نماز ادا کی پھر اسے سکون ملا تو وہ رات بھر سویا رہا، اس نے اس تکلیف کی شکایت کی اور کہا کہ مجھے یہ رگ کی تکلیف کیوں ہوئی ہے؟ فرشتے نے کہا: تیرا رب فرماتا ہے کہ تیری پچاس سال کی عبادت اس رگ کے سکون کے برابر ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ظُلْمِي وَ كُفْرِي۔ اے اللہ میرے ظلم اور ناشکری کو معاف فرما دے۔ کسی نے کہا اے امیر المومنین! یہ ظلم اور یہ کفر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾

''اور (اے حبیب) یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا اور بچالے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی اے میرے پروردگار! ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو، پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے) بے شک تو غفور رحیم ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ...... الآیہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا آپ کی اولاد کے بارے قبول فرمائی۔ آپ کی دعا کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی نے بت کو معبود نہیں بنایا اور اس شہر کو امن والا بنایا اور اس شہر (مکہ) والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرمایا اور ان کو امام بنایا اور آپ کی اولاد کو نمازی بنایا اور آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا، آپ کو مناسک حج سکھائے اور خصوصی نظر کرم فرمائی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں هن ضمیر کا مرجع الْاَصْنَامَ ہیں۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فرماتے ہیں: حضرت خلیل علیہ السلام کے اس قول کو سنو، اللہ کی قسم! نہ تو وہ لوگ لعنت کرنے والے تھے اور نہ طعن کرنے والے تھے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے بندوں میں برے ترین لوگ لعنت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تھی: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ (المائدہ) ''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے''۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 151 (4622) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 270، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 71-270

فرمایا: میں نے عربوں کے لیے دعا کی تو میں نے کہا: اے اللہ! جو ان میں سے تیری ملاقات کرے جب کہ وہ مومن ہو، تجھ پر یقین رکھنے والا ہو تیری ملاقات کی تصدیق کرنے والا ہو تو اسے زندگی میں ہی بخش دے۔ یہ ہمارے باپ ابراہیم کی دعا ہے اور قیامت کے روز حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس دن میرے جھنڈے کے قریب ترین لوگ عرب ہوں گے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے چھ آدمیوں کا ایک گروہ آیا، نبی کریم ﷺ جمرۃ العقبہ کے پاس ان کے لیے بیٹھے پھر آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت اور دین کی مدد کرنے کی دعوت دی۔ انصار نے نبی کریم ﷺ سے وحی سننے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ ابراہیم کی یہ آیات پڑھیں: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ الخ۔ لوگوں نے جب یہ آیات سنیں تو جھک گئے اور ڈر گئے اور جو کچھ آپ ﷺ نے سنایا اسے قبول کیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم کے اس قول وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ کے بعد آزمائش سے کون محفوظ ہوسکتا ہے۔(1)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم کی اس دعا کی برکت سے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کوئی بھی بتوں کی عبادت نہیں کرتا تھا، پوچھا گیا کہ اس دعا میں حضرت اسحٰق کی اولاد اور باقی تمام اولاد ابراہیم کیسے داخل نہیں ہے؟ فرمایا آپ نے اس شہر (مکہ) والوں کے لیے دعا فرمائی کہ وہ بتوں کی عبادت نہ کریں اور ان کے لیے امن کی دعا فرمائی۔ آپ نے کہا اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اپنے تمام شہروں کے لیے دعا نہیں مانگی تھی۔ آپ نے دعا کی وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اس دعا میں آپ نے اہل مکہ کو ہی خاص فرمایا۔ عرض کی: رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ الخ۔

رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

"اے ہمارے رب! میں نے بسا دیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں تیرے حرمت والے گھر کے پڑوس میں، اے ہمارے رب! یہ اس لیے تاکہ وہ قائم کریں، نماز پس کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ شوق و محبت سے ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں رزق دے پھلوں سے تاکہ وہ (تیرا) شکر ادا کریں"۔

امام الواقدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے عامر بن سعد عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سارہ علیہا السلام حضرت ابراہیم کے عقد نکاح میں تھیں۔ کچھ عرصہ گزر گیا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ جب حضرت سارہ نے دیکھا کہ میرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 270

بطن سے حضرت ابراہیم کی اولاد نہیں ہو رہی تو انہوں نے اپنی لونڈی حضرت ہاجرہ، حضرت ابراہیم کو ہبہ کر دی۔ حضرت ہاجرہ قبطیہ لونڈی تھیں، ان کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ کو بشری تقاضا کے مطابق حضرت ہاجرہ پر غصہ آنے لگا اور ان پر آپ عتاب کرنے لگیں۔ آپ نے قسم اٹھادی کہ میں اس کے تین اعضا کاٹوں گی۔ حضرت ابراہیم نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ تو اپنی قسم پوری کرنا چاہتی ہے؟ حضرت سارہ نے فرمایا: میں یہ قسم کیسے پوری کروں؟ فرمایا تو ہاجرہ کے کان چھید دے اور اس کا ختنہ کر دے۔ حضرت سارہ نے ایسا کر دیا۔ حضرت ہاجرہ نے اپنے کانوں کے سوراخوں میں بالیاں ڈال دیں تو انہوں نے حضرت ہاجرہ کے حسن میں مزید اضافہ کر دیا۔ حضرت سارہ نے کہا: شاید میں نے اس کے حسن میں اضافہ کر دیا ہے۔ حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم کو اس کے ساتھ نہ رہنے پر مجبور کیا تو اس سے حضرت ابراہیم کو انتہائی غصہ اور پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ کو مکہ مکرمہ چھوڑ آئے اور آپ ملک شام سے ہر روز براق پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ کی ملاقات کے لیے جاتے تھے کیونکہ آپ کو ہاجرہ سے انتہائی محبت تھی اور اس کی جدائی پر صبر بہت کم تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے رَبَّنَآ اِنِّيٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل اور آپ کی والدہ کو ٹھہرایا تھا۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے عرض کی: فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ اگر آپ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةَ النَّاسِ تَهْوِىْ اِلَيْهِمْ کہتے تو آپ پر ترک اور رومی بھیڑ کر دیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ کہا اگر آپ اَفْئِدَةَ النَّاسِ کہتے تو فارس اور روم آپ پر بھیڑ کر دیتے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عکرمہ، طاؤس، عطاء بن ابی رباح سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: بیت اللہ شریف کی طرف لوگوں کے دل مائل ہیں، وہ اس کی طرف آتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کی مکہ مکرمہ کا حج کرنے کی خواہش ہے۔(3)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے قتادہ سے تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ کا معنی تَنْزِعُ اِلَيْهِمْ کیا ہے (ان کی طرف کھنچا چلا آنا)۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن مسلم الطائف سے روایت کیا ہے: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کے لیے دعا فرمائی اور کہا کہ اہل حرم کو پھلوں سے رزق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے فلسطین سے الطائف کو نقل کر دیا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شام کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات کو طائف میں رکھ دیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 275 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 276 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 277 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے مراد مکہ ہے جہاں اس وقت کوئی کھیتی باڑی نہیں تھی۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر برائی سے پاک فرمایا، اس کو قبلہ بنایا اور اپنا حرم بنایا اور اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے اس کو اپنی اولاد کے لیے منتخب فرمایا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ یہ وہ گھر ہے جس کے پہلے والی (طسم) کے لوگ تھے۔ انہوں نے اس میں نافرمانی کی، اس کی حرمت کو حلال سمجھا، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ اے معاشر قریش! پھر تم اس کے والی ہو، پس تم اس میں نافرمانی نہ کرو اور اس کے حق کو خفیف نہ سمجھو اور اس کی حرمت کو حلال نہ جانو، اس میں ایک نماز دوسری جگہوں کی بنسبت لاکھ نماز سے افضل ہے اور اس میں گناہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ لوگ مکہ میں رہائش کو پسند کریں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے کہ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اس طرح کہ جسم سے دل نکل کر وہاں پہنچنا چاہتا ہو، اسی وجہ سے ہر مومن کا دل کعبہ کی محبت سے معلق ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے نے الشعب میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر ابراہیم علیہ السلام اَفْئِدَةَ النَّاسِ کہتے تو یہود، نصاریٰ اور تمام لوگ اس پر غالب آ جاتے لیکن آپ نے اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ فرما کر مومنین کو خاص فرما دیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَاجْعَلْ اَفْئِدَةَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ۔ اے اللہ! ان کے صاع اور مد میں برکت نازل فرما اور لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖۗ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ۬ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 274 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 75-274 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 277 4۔ ایضاً

مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

"اے ہمارے رب! یقیناً تو جانتا ہے جو ہم (دل میں) چھپائے ہوئے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز مخفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر نہ زمین میں اور نہ آسمان میں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے عطا فرمائے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق (جیسے فرزند)۔ بلاشبہ میرا رب بہت سننے والا ہے دعاؤں کا میرے رب! بنادے مجھے نماز کو قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! میری یہ التجا ضرور قبول فرمالے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ اور تم یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ بے خبر ہے ان کرتوتوں سے جو یہ ظالم کررہے ہیں، وہ تو انہیں صرف ڈھیل دے رہا ہے اس دن کے لیے جب کہ (مارے خوف کے) کھلی کی کھلی رہ جائیں گی آنکھیں بھاگم بھاگ جارہے ہوں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے ان کی پلکیں نہیں جھپکتی ہوں گی اور ان کے دل (دہشت سے) اڑے جارہے ہوں گے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کی محبت جو ہم چھپائے ہوئے ہیں اور ان کے لیے جو جفا ہم ظاہر کرتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل کے بہت عرصہ بعد اسحٰق عطا فرمایا۔ (2)

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کو ایک سو سترہ سال بعد اولاد کی بشارت دی گئی۔

امام ابن المنذر نے ابن جریج سے رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے کچھ لوگ فطرتاً اسلام پر رہیں گے اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے دعا مانگی تھی وہ مجھے اپنے حصہ کے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب اور خوش کن ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں میمون بن مہران سے وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ مظلوم کے لیے باعث تسلی ہے اور ظالم کے لیے وعید ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں لاولد شخص تھا، جب وہ بنی اسرائیل کے بچوں میں سے کسی بچے کو زیور پہنے ہوئے دیکھتا تو اسے دھوکہ دے کر گھر لے جاتا اور وہاں اسے قتل کر کے تہہ خانہ میں پھینک دیتا۔ ایسے ہی وہ مشغلہ میں تھا کہ اسے دو بچے نظر آئے جو آپس میں بھائی تھے اور دونوں نے زیور پہنے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں کو اپنے گھر میں داخل کیا پھر انہیں قتل کیا اور تہہ خانہ میں پھینک دیا۔ اس شخص کی بیوی مسلمان تھی جو اسے اس فعل شنیع سے منع کرتی تھی۔ وہ اسے کہتی کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈراتی ہوں۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 273 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 278 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 279

کہتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی فعل پر گرفت کرنی ہوتی تو مجھے فلاں دن گرفتار کر دیتا جس دن میں نے ایسا ایسا کیا تھا۔ بیوی اسے کہتی ابھی تیرا صاع نہیں بھرا جب تیرا صاع (پیمانہ) بھر جائے گا تو تو پکڑ لیا جائے گا۔ جب اس نے مذکورہ دونوں بھائیوں کو قتل کیا تو ان کا باپ ان کی تلاش میں نکلا لیکن اسے کوئی ایسا شخص نہ ملا جو ان کی خبر دیتا۔ وہ شخص بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی کے پاس آیا اور اپنے بچوں کی گمشدگی کا ذکر کیا۔ اس نبی کریم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا ان کے پاس کوئی کھلونا تھا جس کے ساتھ وہ کھیلتے تھے؟ ان کے والد نے کہا: ہاں ان کا ایک چھوٹا کتا تھا، اس نبی علیہ السلام نے اس کتے کے بچے کے سامنے اپنی انگوٹھی رکھی۔ پھر اسے چھوڑ دیا، اس شخص سے فرمایا: جس گھر میں یہ داخل ہوگا اس میں ان بچوں کی خبر ملے گی، وہ کتے کا بچہ سارے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوا ایک گھر میں داخل ہوا، لوگ بھی اس کے پیچھے گھر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے دونوں بچوں کو ایک اور بچے کے ساتھ مقتول پایا جن کو اس ظالم شخص نے تہہ خانہ میں پھینک دیا تھا۔ لوگ اس ظالم کو پکڑ کر اپنے نبی کے پاس لے گئے تو انہوں نے اسے سولی پر لٹکانے کا حکم دیا، جب وہ سولی کی لکڑیوں پر چڑھایا گیا تو اس کی بیوی آئی اور کہا: اے فلاں! میں تجھے اس دن سے ڈراتی تھی اور میں تجھے بار بار کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑے گا نہیں اور تو کہتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑنا ہوتا تو اس دن پکڑ لیتا جب میں نے ایسا ایسا کیا تھا اور میں نے تجھے یہ کہا تھا کہ ابھی تیرا صاع نہیں بھرا ہے۔ آج تیرا یہ صاع بھر چکا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ اس دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی پلکیں بھی نہ جھپکیں گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مُهْطِعِیْنَ کا معنی اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ہے کہ آنکھ نہ جھپکے مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سر اٹھائے ہوئے، آنکھیں کھلی ہوں گی اور وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ان کے دلوں میں کوئی خیر نہ ہوگی جیسے بے آب و گیاہ زمین ہوتی ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مُهْطِعِیْنَ کا معنی ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی جلدی سے دوڑنا نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن الانباری نے الوقف میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے مُهْطِعِیْنَ کا مطلب پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا "المهطع" کہتے ہیں دیکھنے والے کو۔ شاعر نے اس معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے:

اِذَا دَعَانَا فَاَهْطَعْنَا لِدَعْوَتِهٖ دَاعٍ سَمِیْعٌ فَلَفُّوْنَا وَ سَاقُوْنَا

پھر نافع نے پوچھا مجھے مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ کے متعلق بتایئے المقنع کون ہوتا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: اپنے سر کو اٹھانے

1۔ شعب الایمان، باب فی محوات الذنوب، جلد 5، صفحہ 462 (7294)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 279

3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 280,82,83,84

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 280

5۔ ایضاً

والا۔ اسی معنی میں یہی لفظ کعب بن زہیر نے استعمال کیا ہے:

هِجَانٌ وَّحُمْرٌ مُّقْنِعَاتٌ رُؤُوْسُهَا   وَاَصْفَرُ مَشْمُوْلٌ مِّنَ الزَّهْرِ فَاقِعٌ

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت تمیم بن خدام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُهْطِعِيْنَ کا معنی خودسر بننا ہے۔ جب انسان کی آنکھوں کے سامنے سے شرم اٹھ جائے تو عرب جمع کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کا معنی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ اپنے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے اور وہ آئیں گے دراں حالیکہ وہ دیکھ رہے ہوں گے ٹکٹکی باندھ کر اور ان کے دل ان کے خوف سے ان کے حلق تک دھڑک رہے ہوں گے، ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی جہاں ان کو قرار ملے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ یعنی ان میں کچھ بھی نہ ہوگا وہ ان کے سینوں سے نکلیں گے پھر ان کے حلقوں میں اٹک جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ وہ پھٹے ہوئے ہوں گے انہیں کچھ یاد نہ ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ اس طرح قبروں سے اٹھیں گے سر جھکا ہوگا اور دائیں ہاتھ کو سینے پر باندھا گیا ہوگا۔

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ
اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا
اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍۙ۝٤٤ وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا
اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَیَّنَ لَكُمْ كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ۝٤٥ وَ قَدْ
مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ
الْجِبَالُ۝٤٦ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ
ذُو انْتِقَامٍؕ۝٤٧ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۝٤٨ وَ تَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ۝٤٩

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 285   2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 284

WWW.NAFSEISLAM.COM

''(اے میرے نبی!) ڈرایئے لوگوں کو اس دن سے جب آئے گا ان پر عذاب تو بول اٹھیں گے ظالم، اے ہمارے رب! ہمیں مہلت دے تھوڑی دیر کے لیے ہم تیری دعوت پر لبیک کہیں گے اور ہم رسولوں کی پیروی کریں گے۔ (اے کافرو!) کیا تم قسمیں نہیں اٹھایا کرتے تھے اس سے پہلے کہ تمہیں یہاں سے کہیں جانا نہیں ہے۔ اور تم آباد تھے ان لوگوں کے (متروکہ) گھروں میں جنہوں نے ظلم کیے تھے اپنے آپ پر اور یہ بات تم پر خوب واضح ہو چکی تھی کہ کیسا برتاؤ کیا تھا ہم نے ان کے ساتھ اور ہم نے بھی بیان کی تھیں تمہارے لیے (طرح طرح کی) مثالیں اور انہوں نے اپنی طرف سے بڑی فریب کاریاں کیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مکر کا توڑ تھا اگرچہ ان کی چالیں اتنی زبردست تھیں کہ ان پر پہاڑ اکھڑ جاتے تھے تم یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرنے والا ہے اپنے رسولوں سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے (اور) بدلہ لینے والا ہے یاد کرو اس دن کو جب کہ بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری (قسم کی) زمین سے اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ حاضر ہو جائیں گے اللہ کے حضور میں (وہ اللہ) جو ایک ہے (اور) سب پر غالب ہے۔ اور تم دیکھو گے مجرموں کو اس روز کہ جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَنْذِرِ النَّاسَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اے حبیب مکرم! آپ انہیں دنیا میں عذاب آنے سے پہلے ڈرایئے۔ (1)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ سے مراد قیامت کا دن ہے اور اَجَلٍ قَرِیْبٍ سے مراد دنیا میں عمل کرنے کی مدت ہے۔ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اس آیت میں وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ (النحل: 38) کی طرف اشارہ ہے۔ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ یعنی دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہونا نہیں ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دوزخی کہیں گے: رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ تو جواب دیا جائے گا اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ﴿۴۴﴾ وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَیَّنَ لَكُمْ كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔ (3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ کے تحت روایت کیا ہے: جس کیفیت میں تم تھے تم کہتے تھے کہ یہاں سے ہم نے ادھر نہیں جانا جس طرح تم کہتے ہو۔

ابن ابی حاتم نے السدی سے مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم کہتے تھے کہ مرنے کے بعد اٹھنا نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یعنی تم قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے درمیان دوسری قومیں گزری ہیں، ان کے متروکہ مکانوں میں رہے جنہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 286
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 87-286
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 287

ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل فرمائیں، تمہارے لیے مثالیں بیان فرمائیں۔ ان تمام حقائق سے کوئی بہرہ ہی بہرہ رہ سکتا ہے۔ اور کوئی ازلی نامراد ہی خائب و خاسر ہو سکتا ہے پس اللہ کے حکم کو سمجھو۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَسَكَنْتُمْ فِي مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم نے بھی ان کے اعمال کی طرح اعمال کیے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَمْثَالَ سے مراد الاشباہ ہیں۔ (2)

ابن جریر نے ابن عباس سے وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اگرچہ ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ اکھڑ جاتے۔ (3)

امام ابن جریر، ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار مقامات پر ان، ما کے معنی میں استعمال ہوا ہے (1) وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ یعنی مَامَكْرُهُمْ۔ (۲) لَاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ۝ یعنی مَاكُنَّا فَاعِلِيْنَ۔ (۳) اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ یعنی مَا كَانَ لِلرَّحْمٰنِ مِنْ وَلَدٍ (۴) وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ۔ یعنی مَامَكَّنَّا كُمْ فِيْهِ۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکر سے مراد شرک ہے او یہ اس ارشاد کی مثل ہے: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ (مریم:90) (5)

ابن جریر نے الضحاک سے وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ ارشاد اس آیت کی طرف ہے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۝ (مریم) "اور کفار کہتے ہیں بنالیا رحمٰن نے (فلاں کو اپنا) بیٹا۔ (اے کافرو!) یقیناً تم نے ایسی بات کی ہے جو سخت معیوب ہے، قریب ہے آسمان شق ہو جائیں اس (خرافات) سے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں لرزتے ہوئے"۔ (6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الحسن فرماتے ہیں، ان کا مکر و فریب جس سے پہاڑ اکھڑ جائیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اھون واصغر ہے۔

قتادہ فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ تھا۔ اور قتادہ اس آیت کی تلاوت کے وقت بطور دلیل و وضاحت یہ آیت پڑھتے تھے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ (مریم:90) (7)

امام ابن حمید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ اس آیت کو وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ یعنی نون کے ساتھ پڑھتے تھے اور لتزول کو دوسرے لام کے رفع اور پہلے لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (8)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ پہلے لام کے کسرہ اور دوسرے لام کے فتحہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 287
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 288
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 292
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 290
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 289

کے ساتھ پڑھتے تھے،ان کا مکر اس سے زیادہ کمزور ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ یعنی دال کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن المنذر، ابن الانباری نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ پڑھتے تھے۔

امام ابوعبید، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ پڑھتے تھے۔ اور ان کے نزدیک اس کی تفسیر یہ آیت ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ (مریم:90) اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ (مریم) کہ رحمٰن کا ایک بیٹا ہے۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ لِتَزُوْلَ کو پہلے لام کے فتحہ اور دوسرے لام کو رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ایک جابر شخص تھا، کہنے لگا میں ابراہیم کی بات تسلیم نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دیکھ لوں کہ آسمان میں کیا ہے۔ اس نے یہ آسمان پر چڑھنے کی مہم سر کرنے کے لیے چار گدھ کے بچے پکڑے۔ ان کو گوشت کھلانا شروع کر دیا حتی کہ وہ نوجوان ہو گئے اور طاقت ور بن گئے۔ اس نے ایک تابوت بنوایا جس میں دو آدمی بیٹھ سکتے تھے پھر اس نے تابوت کے درمیان میں ایک لکڑی اگائی پھر ان گدھوں کے پاؤں کیلوں کے ساتھ باندھ دیئے۔ کئی دنوں تک انہیں بھوکا رکھا پھر اس درمیانی لکڑی پر گوشت رکھ دیا۔ اس تابوت میں وہ خود اور اس کا ساتھی داخل ہو گئے پھر اس نے ان گدھوں کو تابوت کے پایوں کے ساتھ باندھ دیا پھر انہیں چھوڑ دیا۔ وہ اس تابوت کو لے کر اڑتے رہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس جابر نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو کیا نظر آتا ہے۔ اس نے تابوت کا دروازہ کھولا تو اس نے کہا پہاڑ مجھے مکھی کی طرح نظر آرہے ہیں۔ اس نے کہا: دروازہ بند کر دے، وہ گدھ اسے لے کر چلتے رہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے ساتھی سے کہا: دروازہ کھول، اس نے دروازہ کھولا تو اس نے کہا: دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ غلام نے کہا مجھے تو آسمان پہلے کی طرح دور ہی نظر آرہا ہے، پھر اس نے لکڑی کو نیچے کرنے کا حکم دیا تو اس نے لکڑی کو نیچے کر دیا تو وہ پرندے بھی نیچے کو آنے لگے، پس وہ لکڑیاں دھڑام سے نیچے گریں تو پہاڑوں نے ان کے ٹوٹنے اور گرنے کی آواز سنی قریب تھا کہ وہ دہشت کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل جاتے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی متعلق حضرت ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا۔ اس نے چھوٹی چھوٹی دو گدھیں پکڑیں پھر ان کو پالنا شروع کیا حتی کہ وہ بہت بڑی بڑی اور جوان ہو گئیں، اس شخص نے ان میں سے ہر ایک گدھ کو تابوت کے پایوں کے ساتھ باندھ دیا اور ان کو بھوکا رکھا۔ وہ نمرود اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 289 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 288

ایک اور شخص اس تابوت میں بیٹھ گئے۔تابوت کے اوپر ایک لکڑی لگا دی جس کے سرے پر گوشت رکھا گیا تھا۔وہ دونوں گدھ اس تابوت کو لے کر اڑتے رہے۔نمرود اپنے ساتھی کو کہتا کہ دیکھ کیا نظر آتا ہے؟ ساتھی نے کہا: مجھے ایسا ایسا دکھائی دیتا ہے حتی کہ اس نے کہا دنیا مجھے مکھی کی طرح دکھائی دیتی ہے، اس نے کہا گوشت والی لکڑی کا سرا نیچے کی طرف کر دے، اس ساتھی نے اس کو نیچے کر دیا تو وہ دونوں گر پڑے۔فرمایا وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ بخت نصر نے گدھوں کو بھوکا رکھا تھا پھر ان پر ایک تابوت رکھا تھا پھر اس میں خود داخل ہو گیا تھا اور اس نے تابوت کے اطراف پر نیزے لگا دیئے تھے اور ان کے اوپر گوشت رکھ دیا تھا۔پس گدھ گوشت کی طرف بلند ہوئے تو وہ اڑتے گئے حتی کہ زمین والوں کی نظر سے اوجھل ہو گئے، ایک غیبی آواز آئی اے سرکش! کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ ڈر گیا پھر اس نے اوپر سے آواز سنی تو اس نے نیزوں کے سر نیچے کر دیئے پس وہ گدھ ٹوٹ کر نیچے گرے، تو پہاڑ ان کے گرنے کی وجہ سے ڈر گئے اور قریب تھا کہ پہاڑ ان کی آواز کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل جاتے اسی آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔مجاہد بھی وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ پڑھتے تھے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نمرود صاحب النسور (گدھوں والا) اللہ اس پر لعنت کرے۔اس نے تابوت بنانے کا حکم دیا تھا، وہ خود اور اس کے ساتھ دوسرا ایک شخص تابوت میں بیٹھ گئے پھر اس نے گدھوں کو اڑنے کا حکم دیا جب وہ اوپر چلے گئے تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا مجھے تو آسمان پہلے کی طرح دور ہی نظر آتا ہے۔نمرود نے کہا پھر نیچے اترو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جابر شخص نے کہا تھا کہ میں اس وقت تک (ابراہیم) کی بات تسلیم نہیں کروں گا حتی کہ میں دیکھ لوں جو کچھ آسمان میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی مخلوق میں سے ایک کمزور ترین جانور مسلط کر دیا پس اس کے ناک میں ایک مچھر داخل ہو گیا، جس کی وجہ سے اس کی موت قریب ہو گئی۔اس نے لوگوں سے کہا کہ میرے سر پر (جوتے) مارو، انہوں نے اسے جوتے مارے حتی کہ انہوں نے اس کا دماغ بکھیر دیا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگ گئے۔انہوں نے گدھیں پکڑیں اور ان پر انہوں نے تابوتوں کی ہیئت کی چیزیں باندھ دیں پھر انہوں نے گدھوں کو آسمان کی طرف اڑنے کے لیے چھوڑ دیا۔پس پہاڑوں نے ان کو دیکھا تو انہوں نے گمان کیا کہ کوئی چیز آسمان سے نازل ہوئی ہے پس وہ اس وجہ سے حرکت کر گئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس شخص نے حضرت ابراہیم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔اس نے حضرت ابراہیم کو شہر چھوڑ جانے کا حکم دیا، حضرت ابراہیم کو شہر کے دروازے پر حضرت لوط علیہ السلام ملے جو آپ کے بھتیجے تھے۔حضرت ابراہیم نے انہیں دعوت اسلام دی تو حضرت لوط علیہ السلام نے قبول فرمالی۔حضرت ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔ادھر نمرود نے قسم اٹھائی کہ وہ ابراہیم کے الٰہ کو تلاش

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 289 2۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 289 3۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 290

6B

کرے گا۔ اس نے گدھوں کے چار بچے پکڑے ان کی خوب تربیت کی گوشت اور روٹی سے انہیں اچھی طرح پالا۔ حتی کہ جب وہ گدھوں کے بچے بڑے ہو گئے اور تیز اڑنے لگے تو اس نے انہیں ایک تابوت کے ساتھ باندھ دیا اور خود تابوت کے اندر بیٹھ گیا۔ پھر ان کے لیے اوپر کی جانب گوشت لٹکایا گیا۔ وہ گدھ اڑنے لگے حتی کہ وہ آسمان میں داخل ہوا تو اس نے زمین اور پہاڑوں کی طرف جھانک کر دیکھا تو وہ چیونٹیوں کی طرح رینگتے ہوئے دکھائی دیئے پھر گوشت ان گدھوں کے لیے اوپر کیا گیا تو وہ اوپر اڑتے گئے پھر اس نے نیچے دیکھا تو اس کو زمین سمندر سے گھری ہوئی دکھائی دی گویا کہ وہ پانی کا ایک جزیرہ ہے، پھر وہ مزید اوپر گیا تو وہ تاریکی میں پہنچ گیا جہاں نہ اوپر کچھ دکھائی دیتا تھا اور نہ نیچے۔ اس نے گوشت نیچے پھینک دیا تو وہ گدھ بھی اس کے پیچھے ٹوٹتے ہوئے آئے جب پہاڑوں نے ان گدھوں کو ٹوٹ کر آتے ہوئے دیکھا اور انہوں نے ان کے گرنے کی آواز سنی تو پہاڑ ڈر گئے اور قریب تھا کہ وہ اپنی جگہوں سے ہل جاتے لیکن وہ اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی طرف اشارہ کرتا ہے: وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ الخ۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں وان کادمکرھم ہے۔ ان پرندوں کا نمرود کو لے کر اڑنا بیت المقدس سے تھا اور ان کا گرنا دخان کے پہاڑوں میں تھا۔ جب نمرود نے دیکھا کہ وہ کوئی طاقت نہیں رکھتا اس نے ایک محل بنانا شروع کیا حتی کہ آسمان کی طرف انتہائی بلند محل بنایا وہ اس کے اوپر چڑھا تا کہ ابراہیم کے الہ کو دیکھے۔ اس کی یہ کوشش ناکام ہوئی وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے محل کو بنیادوں سے پکڑ کر اکھیڑ دیا فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ (النحل) ''پس گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آ گیا ان پر عذاب جہاں سے انہیں خیال و گمان بھی نہ تھا''۔ اس محل کے گرنے سے لوگوں کی زبانیں خوف کے مارے صحیح بول بھی نہ سکیں، پس وہ تہتر زبانوں میں کلام کرنے لگے۔ اس وجہ سے اس کو بابل کہا جاتا تھا، اس سے پہلے اس میں سریانی زبان بولی جاتی تھی۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں ڈھیل دیتا ہے اور اس کی تدبیر بڑی پختہ ہے پھر جب وہ انتقام لیتا ہے تو اپنی قدر کے مطابق انتقام لیتا ہے۔

امام مسلم، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: لوگ اس دن کہاں ہوں گے جس دن زمین ایک دوسری قسم کی زمین سے بدل دی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ پل (صراط) سے پہلے تاریکی میں ہوں گے۔(1)

امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ۔ میں نے عرض کی اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصراط پر۔(2)

امام البزار، ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کے متعلق فرمایا: سفید زمین گویا کہ چاندی ہے، اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 299
2۔ جامع ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 140، وزارت تعلیم اسلام آباد

زمین میں کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا ہوگا اور نہ اس پر کوئی برا عمل کیا گیا ہوگا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ (العظمہ میں) حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے یہ زمین سفید زمین سے بدل دی جائے گی۔ گویا خالص چاندی کی ڈلی ہے۔ جس میں کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا ہوگا اور اس پر کوئی خطا نہیں کی گئی ہوگی (2)۔ امام بیہقی فرماتے ہیں موقوف حدیث اصح ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تا کہ آپ سے سوال کریں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے پاس آئے...... میں انہیں سوال کرنے سے پہلے خبر دوں گا'' یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ فرمایا چاندی کی طرح سفید زمین ہوگی، آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: سفید زمین جیسے صاف ستھری (چاندی ہوتی ہے)۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس قول کے تحت فرمایا: سفید زمین جس پر کوئی خطا نہ کی گئی ہوگی اور نہ جس پر خون بہایا گیا ہوگا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس زمین کو چاندی کی زمین سے بدل دے گا جس پر کوئی گناہ نہ ہوئے ہوں گے پھر اس پر الجبار عزوجل (اپنی شان کے لائق) نزول فرمائے گا۔(4)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ زمین کو چاندی سے اور آسمان کو سونے سے بدل دیا جائے گا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ زمین چاندی کی ہوگی۔(6)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: زمین گویا کہ چاندی ہے اور آسمان بھی اسی طرح ہوں گے۔(7)

بیہقی نے البعث میں ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس زمین میں کمی بیشی ہوگی اس کے ٹیلے، پہاڑ، وادیاں، درخت اور جو کچھ اس میں ہے ختم ہو جائے گا اور عکاظی چمڑے کی طرح برابر ہو جائے گی، سفید زمین چاندی کی مثل ہوگی جس پر نہ خون بہایا گیا ہوگا اور نہ اس پر کوئی برائی کی گئی ہوگی۔ آسمان پر سورج، چاند اور ستارے سب ختم ہو جائیں گے۔

امام بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ قیامت کے روز سفید مٹیالی زمین پر اٹھیں گے جو خالص چاندی کی ٹکیہ کی طرح ہوگی، اس میں کسی کے لیے کوئی علامت نہ ہوگی۔(8)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 130، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 295
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 296
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 297
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 269
8۔ ایضاً

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین قیامت کے روز ایک روٹی کی مانند ہوگی اور الجبار (عزوجل) اپنے ہاتھ میں اسے پکڑے گا جیسے تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی کو پکڑتا ہے یہ اہل جنت کی ضیافت کے لیے ہوگا۔ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا اور کہا: اے ابوالقاسم! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے، کیا میں تمہیں قیامت کے روز جنتیوں کی ضیافت کے بارے نہ بتاؤں؟ اس نے کہا: قیامت کے روز زمین روٹی کی مانند ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ راوی فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا اور اتنے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارکہ ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے جنتیوں کے سالن کے متعلق نہ بتاؤں، عرض کی گئی ضرور کرم فرمائیے اس کا سالن بیل کا ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا وحشی بیل، مچھلی کے جگر کے زائد حصہ سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔

امام ابن مردویہ نے افلح مولی ابوایوب سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ زمین کس چیز سے بدلے گی فرمایا روٹی سے۔ یہودی نے کہا: درمکہ میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ راوی فرماتے ہیں: آپ مسکرائے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے کیا تم نہیں جانتے ہو الدرمکہ کیا ہے؟ (فرمایا) خالص روٹی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین سفید روٹی سے تبدیل کردی جائے گی اور مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھائے گا۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین روٹی کی مثل سفید ہو جائے گی، اسے اہل اسلام حساب سے فارغ ہونے تک کھاتے رہیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ زمین روٹی ہو جائے گی، مومن اس سے اپنے قدموں کے نیچے سے کھائیں گے۔ (2)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ یعنی زمین کو دوسری قسم کی زمین سے بدل دیا جائے گا تو اس وقت مخلوق کہاں ہوگی؟ فرمایا اللہ کے مہمان ہوں گے جو اس کے پاس ہوگا، وہ ان کو عاجز نہیں کرے گا۔ (3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ زمین لپیٹ دی جائے گی اور لوگ اس کے دوسرے پہلو کی طرف چلے جائیں گے اور لوگ پہلی زمین سے دوسری زمین کی طرف چلے جائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 298 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 297

3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 299

باغات بن جائیں گے اور سمندر کی جگہ آگ ہو جائے گی اور زمین دوسری قسم کی زمین سے بدل جائے گی۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز ساری زمین آگ ہوگی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے: یہ قیامت کے روز تبدیلی ہوگی اور پہلی تخلیق کے علاوہ تخلیق ہوگی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا قیامت کے روز زمین کہاں ہوگی؟ فرمایا: یہ جنت کا سنگ مرمر ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: الْاَصْفَادِ سے مراد بیڑیاں ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بیڑیاں اور زنجیریں ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَصْفَادِ سے مراد زنجیریں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْاَصْفَادِ سے مراد بندھن ہے۔(4)

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾

"ان کا لباس تارکول کا ہوگا اور ڈھانپ رہی ہوگی ان کے چہروں کو آگ یہ اس لیے تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو جو اس نے کمایا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے یہ قرآن ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لیے (اسے اتارا گیا ہے) تاکہ انہیں ڈرایا جائے اس کے ذریعہ اور تاکہ وہ اس حقیقت کو خوب جان لیں کہ صرف وہی ایک خدا ہے اور تاکہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں (اس حقیقت کو) دانش مند لوگ"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَرَابِيْلُهُمْ سے مراد قمیصیں ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَطِرَانٍ سے مراد وہ سیال ہے جو خارش زدہ اونٹوں پر ملا جاتا ہے (تارکول)۔(6)

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ایک تارکول ہے، ان کے جسموں پر ملا جائے گا تاکہ آگ جلدی بھڑک اٹھے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قَطِرَانٍ سے مراد پگھلا ہوا تانبا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 297
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 296
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 301
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 302
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 304

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ ان کی قمیصیں گرم تانبے سے ہوگی اور ان کو ان کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔(1)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: القطر سے مراد تانبا ہے اور آن سے مراد سخت گرم ہے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کو من قطر آن پڑھتے تھے، وہ تانبا جو گرم کیا گیا ہو اور اس کی گرمی انتہا کو پہنچ چکی ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ** آگ ان کے چہروں کی طرف لپکے گی اور انہیں جلا دے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے روز اسے کھڑا کیا جائے گا، اس پر قمیص تارکول کی ہوگی اور اس کا دوپٹہ حرب سے ہوگا۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی جب موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو اسے جنت اور دوزخ کے درمیان راستہ پر روک لیا جائے گا۔ اس کی قمیص تارکول کی ہوگی اور اس کے چہرے کو آگ ڈھانپ رہی ہوگی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ھذا کا مشار الیہ قرآن ہے اور **لِيُنْذَرُوْا بِهٖ** میں ضمیر کا مرجع بھی قرآن ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 304
2۔ ایضاً
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6، صفحہ 209 (30) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 201، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 305، دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM